حسن اخلاق

یہ رسالہ گویا حسن اتفاق کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمین ایک ضروری
تمہید کے بعد چند اہم مسائل مثل مسئلہ عدالت صحابہ و مسئلہ تولا و تبرا وغیرہما
کے متعلق منصفانہ بحث کی گئی ہے اور غایت تمام تحریر و تقریر یہ ہے کہ
اسلامی دُنیا جو دو بڑے فرقون شیعہ اور اہل سُنت و جماعت مین منقسم
نظر آتی ہے اور انمین بظاہر آپسمین کشیدگی محسوس ہوتی ہے وہ رفع ہو
تاکہ مسلمانون کے اسباب تنزل مین سے ایک قوی سبب رفع ہو جائے

کلّ یوم ہو فے شان و علیہ التکلان

مصنفہ

خاکسار غضنفر علے تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی و الجلی

مطبوعہ قومی پریس چوک لکھنؤ

۱۳۲۱ھ
۱۹۰۳ء

Sayyad Mubarak Hassan Esq. of Memon Sadat,

ڈیڈیکیشن

کمال فخر اور دلی شکر گذاری کے ساتھ یہ کتاب اعلےٰ جناب خان بہادر مولانا شیخ احمد حسین صاحب تعلقدار پریانوان ادام اللہ اقبالہم کے نام نامی سے منسوب اور معنون کیجاتی ہے جنھون نے بنظر مراحم خاص اس کتاب کو عزت قبول عطا فرمائی اور جنکی معزز قدر دانی اشاعت کتاب ہذا کی باعث ہوئی۔

معروضہ

خاکسار مصنف

حسن اخلاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

مشہور بات ہی کہ شیعہ حضرت علی کو اور سنی حضرت ابوبکر کو خلیفۂ اول جانتے ہین۔ اور اس بات مین فریقین نے اپنے اپنے دعوے کے اثبات مین جو دلیلین پیش کی ہین وہ ان کے کتب کلامیہ مین مسطور ہین۔ ہم کو اس موقع پر کسی فریق کے اون دلائل سے تعرض کرنا منظور نہین ہی بلکہ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہین کہ یہ اختلاف نیا نہین ہی کیونکہ جس مقصد پر ہم اس جگہ بحث کرنا چاہتے ہین اوس کے لیے بس اسی دعوے کے اثبات کی ضرورت ہی اور وہ بھی اس شرط سے کہ مرویات امامیہ سے قطعاً مدد نہ لین۔ چنانچہ ہم معتبر کتب احادیث و تواریخ اہل سنت وجماعت ہی کو اپنا ماخذ ثبوت قرار دے کر اپنے اس دعوے کو ثابت کرتے ہین۔

محدثین و مورخین نے باتفاق بیان کیا ہی کہ بروز وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہو کر سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانا چاہا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر یہ خبر سنکر عین وقت پر وہان پہونچ گئے اور انصار کو سمجھایا کہ تم مین سے کوئی خلیفہ نہین ہو سکتا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے یعنی قریش مین سے ہوگا اس لیے کہ ھم (قریش) اولیاؤہ وعشیرتہ واحق الناس بھذا الامر من بعدہ ولا ینازعھم ذلک الا ظالم[1] اس پر حباب بن المنذر انصاری نے

[1] تاریخ الرسل والملوک تالیف ابو جعفر محمد بن جریر طبری مطبوعہ لیڈن جلد اول صفحہ ۱۸۴۰ - ۱۲

کہا اچھا یون کرو کہ ایک امیر تم مین سے ہو اور ایک ہم مین سے مگر حضرت عمرؓ نے اس قول کی تردید کی اور فرمایا

هَيهَاتَ لَا يَجْتَمِعُ اِثْنَانِ فِي قَرْنٍ وَاللّٰهِ لَا تَرْضَى الْعَرَبُ اَنْ تُؤَمِّرُوكُمْ وَنَبِيُّهَا مِنْ غَيْرِكُمْ وَلٰكِنَّ الْعَرَبَ لَا تَمْتَنِعُ اَنْ تُوَلِّيَ اَمْرَهَا مَنْ كَانَتِ النُّبُوَّةُ فِيهِمْ وَوَلِيُّ اُمُورِهِمْ مِنْهُمْ وَلَنَا بِذٰلِكَ عَلٰى مَنْ اَبٰى مِنَ الْعَرَبِ الْحُجَّةُ الظَّاهِرَةُ وَالسُّلْطَانُ الْمُبِينُ مَنْ ذَا يُنَازِعُنَا سُلْطَانَ مُحَمَّدٍ وَاِمَارَتَهُ وَنَحْنُ اَوْلِيَاؤُهُ وَعَشِيرَتُهُ اِلَّا مُدْلٍ بِبَاطِلٍ اَوْ مُتَجَانِفٍ لِاِثْمٍ اَوْ مُتَوَرِّطٍ فِي هَلَكَةٍ۔[1]	یہ خیال دور از کار ہی دو تلوارین ایک میان مین جمع نہین ہو سکتین۔ خدا کی قسم عرب اسپر رضامند نہ ہونگے کہ تم اونپر امیر ہو کیونکہ آنحضرت تم مین سے نہین ہین اور عرب اس سے انکار نکرینگے کہ جن مین نبوت رہی اونھین مین خلافت رہے بفرض عرب مین سے کوئی اس کے خلاف ہو تو ہم اُسکو روشن اور واضح دلائل سے قائل کر سکتے ہین سلطنت محمد اور خلافت نبوی ہم سے مخصوص ہی کیونکہ ہم آنحضرت کے وارث و اہل خاندان ہین جو ہم سے اس باب مین نزاع کرے وہ باطل پسند اور گناہ کی طرف میل کرنے والا اور ہلاکت مین پڑنے والا ہی۔

اس تقریر کے بعد حضرت عمرؓ نے ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر دفعۃً بیعت کرلی اور اون کے ہمراہی ابو عبیدہ بن الجراح نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے رہے کہ نہین مین تم دونون مین سے ایک کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون مگر دونون صاحبون نے اونھین کو منتخب کیا اُسی وقت حسن اتفاق سے یہ معاملہ پیش آگیا کہ گروہ انصار مین سے قبیلۂ اوس کے لوگ بظاہر باقتضای ہم وطنی قبیلۂ خزرج کے ساتھ

[1] تاریخ ابن جریر طبری جلد اول صفحہ ۱۸۴۱-۱۲

سقیفہ مین ملکر بیٹھے تھے لیکن اون کو بدل یہ منظور نہ تھا کہ اون کے قدیمی پٹیت قبیلۂ خزرج کا شیخ سعد بن عبادہ خلیفہ ہو اس لیے اونھون نے حضرت عمر کا ذرا سا سہارا پا کر بلا تامل بیعت کے لیے ہاتھ بڑھا دیے یہ راز اسید بن حضیر انصاری کی زبان سے اوسی موقع پر فاش بھی ہو گیا اوس نے قبیلۂ اوس کو اوبھارا کہ حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کرو

وَلَئِنْ وَلِيَهَا الْخَزْرَجُ عَلَيْكُمْ مَرَّةً لَا زَالَتْ لَهُمْ عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ الْفَضِيلَةُ وَلَا جَعَلُوا لَكُمْ مَعَهُمْ فِيهَا نَصِيبًا اَبَدًا فَقُومُوا فَبَايِعُوا اَبَا بَكْرٍ[1]

اگر خلافت قبیلۂ خزرج مین چلی گئی تو وہ ہمیشہ اس سبب سے تم پر فخر و فضیلت ثابت کیا کرینگے اور تمھین اسمین سے کچھ حصہ نہ دینگے پس مناسب ہر کہ اٹھو اور حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کر لو

اوس وقت کچھ ایسی گڑبڑ پڑی کہ سعد بن عبادہ جو ضعف مرض سے نڈھال لیٹے لیٹائے بیٹھے تھے کچل گئے کسی نے کہا قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ مگر حضرت عمر نے ڈانٹا قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ[2] خیر اسی ہنگامہ مین گروہ انصار مین سے ایک مرتبہ یہ غلغلہ بھی بلند ہوا کہ لَا نُبَايِعُ اِلَّا عَلِيًّا[3] ہم علی کے سوا کسی کی بیعت نکرینگے لیکن چونکہ علی وہان موجود ہی نہ تھے اس لیے اس صدا نے کچھ اثر نہ ڈالا اور جو کارروائی تیزی کے ساتھ چل رہی تھی وہ نہ رکی۔ بعد ازین اس کے دوسرے روز مسجد نبوی مین بیعت لی گئی اور اس امر اہم کے انجام و انصرام کے بعد تجہیز و تکفین رسول اللہ عمل مین آئی۔ علی مع تمام بنی ہاشم جلسۂ بیعت سقیفہ و مسجد کسی مین شریک نہ تھے چنانچہ اس واقعہ کے متعلق حضرت عمر فرماتے ہین۔ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ[4] وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا (صحیح بخاری باب رجم حبلی) اور علامۂ شہرستانی لکھتے ہین۔

وَاَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ

کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ

[1] تاریخ ابن جریر طبری جز ۱ صفحہ ۱۸۴۳ - ۱۲ [2] صحیح بخاری مطبوعۂ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ - ۱۲

[3] تاریخ ابن جریر طبری جز ۱ صفحہ ۱۸۱۸ و تاریخ الکامل ابن اثیر جزری مطبوعۂ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ - ۱۲

كَانَ مَشْغُوْلًا بِمَا اَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ[۱] وَسَلَّمَ مِنْ تَجْهِيْزِهٖ وَدَفْنِهٖ وَمُلَازَمَةِ قَبْرِهٖ مِنْ غَيْرِ مُنَازَعَةٍ وَمُدَافَعَةٍ -

علیہ وسلم کی ہدایت ووصیت کے موافق آنحضرت کے سامان تجہیز وتکفین میں مشغول تھے اور قبر مطہر پر حاضر تھے انکو کسی کی منازعت ومدافعت کی طرف توجہ نہ تھی -

اور علامہ ابن جریر طبری نے لکھا ہے وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ دَائِبٌ فِيْ جِهَازِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہونیکے بعد بنی ہاشم سے بھی کہا گیا کہ بعیت کرو مگر حضرت علی اور انکے ساتھ تمام خاندان رسول اللہ بلکہ انکے بعض طرفداروں نے بعیت کرنے سے انکار کر دیا گو اس انکار پر کچھ درشتی اور تخویف بھی مصلحۃً عمل میں آئی لیکن باایں ہمہ حضرت فاطمہ کی حین حیات یعنی چھ مہینے تک کسی نے ان میں سے بعیت نہ کی چنانچہ مورخ کامل ابن اثیر جزری اُسْدُ الْغَابَةِ فِيْ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ میں لکھتے ہیں كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِيْ بَكْرٍ فِي السَّقِيْفَةِ يَوْمَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ مِنَ الْغَدِ وَتَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَتِهٖ عَلِيٌّ وَبَنُوْ هَاشِمٍ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَسَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ ثُمَّ اِنَّ الْجَمِيْعَ بَايَعُوْا بَعْدَ مَوْتِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم اِلَّا سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَاِنَّهٗ لَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا اِلٰى اَنْ مَاتَ وَبَيْعَتُهُمْ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ مِنْ مَوْتِ فَاطِمَةَ عَلَى الْقَوْلِ الصَّحِيْحِ وَقِيْلَ غَيْرُ ذٰلِكَ[۳] اور اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں وَتَخَلَّفَ عَلِيٌّ[۴] وَبَنُوْ هَاشِمٍ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَقَالَ الزُّبَيْرُ لَا اَغْمِدُ سَيْفًا حَتّٰى يُبَايِعَ عَلِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ خُذُوْا سَيْفَهٗ وَاضْرِبُوْا بِهِ الْحَجَرَ ثُمَّ اَتَاهُمْ عُمَرُ فَاَخَذَهُمْ لِلْبَيْعَةِ وَقِيْلَ[۵] لَمَّا سَمِعَ عَلِيٌّ بَيْعَةَ اَبِيْ بَكْرٍ خَرَجَ فِيْ قَمِيْصٍ مَا عَلَيْهِ اِزَارٌ وَلَا رِدَاءٌ عَجَلًا حَتّٰى

[۱] الملل والنحل علامہ شہرستانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰-۱۲ [۲] تاریخ ابن جریر طبری جلد ۵ صفحہ ۱۰۰۵ ۱۲ [۳] تاریخ ابن جریر طبری جلد ۱ صفحہ ۱۹۳۹ ۱۲ [۴] قطع نظر اس سے کہ یہ روایت واہی تمام روایات صحیحہ ومعتبر کے خلاف ہی خود اس کے الفاظ سے بھی اسکی لغویت ثابت ہی یعنی حضرت علی کو اشتیاق بعیت حضرت ابوبکر نے ایسا خود رفتہ بنا دیا کہ بلا ازار وچادر کرتا پہنے ہوے دوڑے آئے اور جب بعیت کرلی تو ازار وچادر کا ہوش آیا - اس روایت کی قدرح تنہا ابن اثیر ہی نے نہیں کی بلکہ جمہور مورخین نے اسے تسلیم نہیں کیا حتے کہ ہمارے زمانے کے لائق مورخ شمس العلما مولوی شبلی بھی اسے قبول نہیں کرتے

بایعہ ثم استدل علی ازادہ وردائہ فتجلاہ والصحیح ان امیر المومنین ما بایع الا بعد ستۃ اشہر (کامل جلد۲ صفحہ ۱۲۵) صحیح مسلم مین ہی وکان لعلی جہۃ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشہر (جلد۲ ص۹۲) اور صحیح بخاری مین ہی وکان لعلی من الناس وجہ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشہر (صحیح البخاری مع شرحہ فتح الباری پارہ ۱۷ صفحہ ۱۸۱) مگر ظاہر ہی کہ یہ بیعت محض اقتضای وقت ومصلحت پر مبنی تھی اور حضرت علی اپنے دعوے سے دست بردار نہین ہوے تھے چنانچہ امیر المومنین خود فرماتے ہین

ان اللہ عز وجل لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلنا نحن اولیاؤہ فلا ینازعنا سلطانہ احد فابی علینا قومنا فولوا غیرنا وایم اللہ لولا مخافۃ الفرقۃ و ان یعود الکفر ویبور الدین لغیرنا فصبرنا علی مضض بعض الامر[1]

جب آنحضرت نے دنیا سے رحلت کی تو ہمنے کہا کہ ہم وارث نبی ہین خلافت مین کسی کو ہمسے نزاع کرنیکا حق حاصل نہین ہے لیکن قوم نے ہمسے سرتابی کی اور غیر کو خلیفہ بنالیا خدا کی قسم اگر یہ اندیشہ نہوتا کہ شروع ہی مین تفرقہ پڑجائیگا اور کفر پھر عود کر آئیگا اور دین پراگندہ ہوجائیگا تو ہم البتہ ساری کارروائی الٹ دیتے پس مصلحۃ قوم کی بے اعتنائی پر ہمنے صبر کیا

اس جگہ یہ امر بھی قابل گزارش ہے کہ آخر قوم نے خلافت علی سے کیون انکار کیا اس کے متعلق حضرت عمر کی تو یہ رای ہی کہ قوم نے اسے ناپسند کیا کہ نبوت وخلافت دونون بنی ہاشم ہی مین رہین چنانچہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک مرتبہ فرمایا تھا فقال عمر کرھوا ان تجمعوا لکم النبوۃ والخلافۃ[2] لیکن حضرت علی کی یہ رائے تھی کہ قوم نے اس خیال سے کہ بنی ہاشم مین خلافت چلی گئی تو پھر کوئی نہ پائے گا اور بنی ہاشم سے مختص ہوگی

[1] استیعاب ترجمہ رفاعہ ۱۲ [2] تاریخ ابن جریر طبری صفحہ ۲۷۷۰ و تاریخ ابن اثیر جلد۳ وعقد الفرید مؤلفہ شہاب الدین احمد معروف بہ ابن عبدربہ اندلسی جلد۲ ص۲۶ و تاریخ ابن خلدون و استیعاب ابن عبد البر ۱۲

تو ہم مین نوبت بنوبت پہونچتی رہے گی چنانچہ فرماتے ہین اِنَّ النَّاسَ یَنظُرُونَ اِلیٰ قُرَیشٍ وَ قُرَیشٌ تَنظُرُ اِلیٰ بَیتِہَا فَتَقُولُ اِن وُلِّیَ عَلَیکُم بَنُو هَاشِمٍ لَم تَخرُج مِنہُم اَبَدًا وَمَا کَانَت فِی غَیرِہِم تَدَاوَلتُمُوهَا بَینَکُم[1] خیراب ہم اور ثبوت مزید اس امر کا پیش کرتے ہین کہ بیعت کرنیکی غایت مصلحت وقت تھی نہ حقیقۃً تسلیم خلافت علامہ ابن جریر طبری نے واقعات جنگ صفین کے تحت مین حضرت علی کی ایک مبسوط تقریر نقل کی ہے جسمین امیر المومنین حضرات شیخین کے بارے مین فرماتے ہین کہ

وَقَد وَجَدنَا عَلَیہِمَا اَن تَوَلَّیَا عَلَینَا وَنَحنُ آلُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَغَفَرنَا ذٰلِکَ لَہُمَا[2]	یہ امر ہماری آزردگی کا باعث ہوا تھا کہ ابو بکر و عمر ہم پر حکمران بن گئے لیکن ہم نے درگزر کی اور اُن کی اس غلطی کو عفو کر دیا۔

اور علامہ ابن خلدون مغربی لکھتے ہین کہ جب حضرت علی بمقابلہ طلحہ و زبیر بصرے کی طرف فوج لیے جا رہے تھے تو منزل ذی قار مین اُنھون نے ایک خطبہ پڑھا جس مین امر خلافت کے بارے مین فرمایا کہ

وَلَقَد مَاتَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَحَقُّ بِالاَمرِ بَعدَہٗ فَبَایَعَ النَّاسُ غَیرِی[3]	بعد وفات رسول اللہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص مستحق خلافت نتھا مگر لوگون نے دوسرے کو خلیفہ بنا لیا

اور علامہ ابن جریر طبری نے واقعہ شوریٰ و انتخاب حضرت عثمان کے سلسلہ مین لکھا ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف نے حضرت عثمان کو خلافت کے لیے منتخب کیا تو حضرت علی نے فرمایا کہ

لَیسَ هٰذَا اَوَّلَ یَومٍ تَظَاهَرتُم فِیہِ عَلَینَا فَصَبرٌ جَمِیلٌ وَاللّٰہُ المُستَعَانُ	یہ کچھ پہلا دن نہین ہے کہ تم نے آپس مین سازش کرکے میرے خلاف کیا ہو پس صبر بہتر ہے اور اللہ سے مدد مانگی گئی ہے اور اس امر پر

[1] تاریخ ابن جریر طبری صفحہ ۲۷۸۷ و تاریخ ابن اثیر صفحہ ۱۸ جلد ۳ - ۱۲ [2] صفحہ ۳۲۷۰ حضرت علی کی اس تقریر کو ابن خلدون نے جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ - اور علامہ ابن اثیر نے جلد ۳ صفحہ ۱۱۵ مین نقل کیا ہے ۱۲ [3] جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ و تاریخ ابن جریر طبری و تاریخ ابن اثیر جزری ۱۲ -

عربی	اردو
عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ مَا وَلَّیْتَ عُثْمَانَ اِلَّا لِیَرُدَّ الْاَمْرُ اِلَیْکَ وَاللّٰہِ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَانٍ [1]	کہ تم بیان کرتے ہو۔ بخدا تو نے اس غرض سے عثمان کو خلافت دی ہی کہ وہ پھر تیری طرف لوٹا دے اگر خدا ہر روز ایک شان مین ہی

حضرت علی امیر معاویہ کے ایک خط کے جواب مین فرماتے ہین۔

عربی	اردو
وَذَکَرْتَ اِبْطَائِیْ عَنِ الْخُلَفَاءِ وَحَسَدِیْ اِیَّاهُمْ وَالْبَغْیَ عَلَیْهِمْ فَاَمَّا الْبَغْیُ فَمَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ یَکُوْنَ وَاَمَّا الْکَرَاهَةُ فَوَاللّٰہِ مَا اَعْتَذِرُ لِلنَّاسِ مِنْ ذٰلِکَ [2]۔	تمنے جو یہ لکھا ہی کہ بیعت خلفا مین مین نے درنگ کیا اور اُنپر حسد کیا اور بغاوت کی یہ بغاوت کا الزام تو معاذ اللہ محض غلط ہی لیکن اونکی خلافت کو ناپسند کرنا البتہ ٹھیک ہی اور اس بارہ مین مین کوئی عذر خواہی نکرون گا۔

مسامرات الاخیار مین شیخ اکبر نے حضرت علی اور ابو عبیدہ فرستادۂ ابو بکر صدیق و عمر فاروق کا ایک مبسوط مکالمہ صحت روایت پر وثوق کر کے نقل کیا ہی جس مین ابو عبیدہ کے اصرار پر بیعت جناب صدیق کے باب مین امیر المومنین فرماتے ہین۔

عربی	اردو
وَاَنَا عَادِلٌ اِلٰی جَمَاعَتِکُمْ وَمُبَایِعٌ لِصَاحِبِکُمْ وَصَابِرٌ عَلٰی مَا سَاءَنِیْ وَسَرَّکُمْ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا [3]۔	اچھا مین اب تمھاری جماعت مین ملتا ہون اور تمھارے صاحب کی بیعت کرتا ہون اور اوس امر پر صبر کرتا ہون جسنے مجھے آزردہ اور تمکو خوش کیا تا کہ پورا کرے اللہ اوس کام کو کہ کرنا ہی اور اللہ ہر چیز پہ حاضر ہی۔

اس روایت کی علامہ تفتازانی نے اس طرح توثیق کی ہی وَفِیْ اِرْسَالِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اَبَا عُبَیْدَةَ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رِسَالَةٌ لَطِیْفَةٌ رَوَاهَا الثِّقَاتُ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ تَشْتَمِلُ عَلٰی کَلَامٍ کَثِیْرٍ

[1] ص ۲۷۸۶ و تاریخ ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۸ و ابو الفدا جلد ۲ واقعہ شوری صفحہ ۲۵۶ و عقد الفرید جلد ۲ - ۱۲ [2] عقد الفرید جلد ۲ ص ۲۸۶ - ۱۲ [3] جلد ۲ ص ۸۲ - ۱۲

من الجانبين وقليل غلظة من عمر وعلى ان عليا جاء اليهما ودخل فيما دخلت فيه الجماعة
وقال حين قام عن المجلس بارك الله فيما ساء في وسركم (شرح مقاصد مطبوعہ قسطنطنیہ سنہ ۱۳۰۵)
مورخ ماہر امین بن ابراہیم شمیل تاریخ وافی مین رقم طراز ہی اعلم ان بعد موت الرسول ظهر
في الامة ثلثة احزاب كلية على الخلافة منها الحزب الانصاري وهو ان تكون الخلافة
شوروية ينتخبون الافضل فيهم واليها مال الانصار والمهاجرون فارادوا مبايعة
سعد بن عبادة الانصاري وبرهانهم سيف نصرتهم فقال الحباب بن المنذر بن الجموع في اجتماع
السقيفة للقرشيين منا امير ومنكم امير فان ابوا فاجلوهم يا معشر الانصار من البلاد فبأسيافكم
دان الناس لهذا الدين وان شئتم اعدناها جذعة انا جذيلها المحكك وعذيقها المرجب و
الحزب الثاني قرشي وهو ان تكون الخلافة في بني قريش للافضل بينهم شوروية مقيدة
وبرهانهم كان كما قال ابو بكر الصديق نحن اولياء النبي وعشيرته واحق الناس بامره و
انتم لكم حق السابقة والنصرة فنحن الامراء وانتم الوزراء ووافقه على ذلك عمر بن
الخطاب بقوله ان الرسول اوصانا بكم كما تعلمون ولو كنتم الامراء لاوصاكم بنا۔
الحزب الثالث هاشمي وهو ان تكون الخلافة في بني هاشم من قريش للاقرب بينهم الى
الرسول وقد طلبها علي بن ابي طالب بناء على حق القربى وعلى عمل الرسول اليه وبرهانه
في خبر جمع النبي اعيان بني قريش ووعده بالخلافة لمن وازره في دعوته من بينهم
وحده فلبى على دعوته من بينهم وحده هذا والامة صامتة ترى الحق لها في ذلك
فوضى حسب عوائدها القديمة (مطبوعہ اسکندریہ صفحہ ۱۹۹)

المختصر یہ امر بوجہ احسن ثابت ہی کہ مسائلہ خلافت مین شروع ہی سے اختلاف پڑا ہوا ہی
اور اس سے انکار کرنا مکابرہ ہی نہین بلکہ نادانی کی علامت ہی لیکن اسی کے ساتھ یہ
امر بھی مسلم ہی کہ حضرت علی باوجود اس کے کہ ہمیشہ اپنے دعوے پر قائم رہے مگر انھون نے
حضرات خلفاے ثلثہ سے نہ کبھی جنگ کی نہ اون کے ساتھ درشت خوئی یا سخت کلامی

سے پیش آئے نہ اون کی غیبت اور عیب چینی کی اور نہ بمقتضای اخلاق فاضلہ کبھی اُنپر
طعن ولعن کرنے کو پسند کیا بلکہ جب موقع ملا اون کو صلاح نیک اور قابل قدر مشورون
سے مدد دی خصوصاً حضرت ابو بکر و حضرت عمر سے بمقابلۂ حضرت عثمان کسی قدر زیادہ
میل جول رہا اور یہ دونون بزرگوار بھی اوسی طرح حضرت علی اور حضرات حسنین
کی تنظیم و تکریم کرتے تھے جس طرح لائق وزرا واجب التعظیم شاہ زادون کے حقوق
اعزاز واکرام کو ہمیشہ ملحوظ نظر رکھتے ہین جس وقت حضرت عمر نے بنفس نفیس غزوۂ روم
پر جانے کا قصد کیا تو حضرت علی نے اون کو اس قصد سے باز رکھا اور جو الفاظ
اس بارے مین اون سے کہے دیکھو اون مبارک کلمات سے کس قدر ہمدردی
اور بہی خواہی ٹپکتی ہی فرماتے ہین

قَدْ تَوَکَّلَ اللّٰہُ لِاَھْلِ ھٰذَا الدِّیْنِ بِاِعْزَازِ الْحَوْزَۃِ وَسَتْرِ الْعَوْرَۃِ وَالَّذِیْ نَصَرَھُمْ وَھُمْ قَلِیْلٌ لَّا یَنْتَصِرُوْنَ وَمَنَعَھُمْ وَھُمْ قَلِیْلٌ لَّا یَمْتَنِعُوْنَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ۔ اِنَّکَ مَتٰی تَسِیْرُ اِلٰی ھٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِکَ فَتَلْقَھُمْ فَتُنْکَبْ لَا تَکُنْ لِلْمُسْلِمِیْنَ کَانِفَۃٌ دُوْنَ اَقْصٰی بِلَادِھِمْ لَیْسَ بَعْدَکَ مَرْجِعٌ یَرْجِعُوْنَ اِلَیْہِ فَابْعَثْ اِلَیْھِمْ رَجُلًا مُجَرَّبًا وَاحْفِزْ مَعَہٗ اَھْلَ الْبَلَاۗءِ وَالنَّصِیْحَۃِ فَاِنْ اَظْھَرَ اللّٰہُ فَذَاکَ مَا تُحِبُّ	سنو خداوند عالم مسلمانون کا حافظ و کارساز ہی جس نے اُنکی اوس وقت مدد کی جبکہ وہ بہت تھوڑے تھے اور اپنی حفاظت نہین کرسکتے تھے وہ ذات پاک زندہ جاوید ہی۔ اگر تم بذات خاص اس دشمن کے مقابلہ مین جاؤگے اور مبادا تمھین کوئی آسیب وضرر پونہچے تو پھر مسلمانون کے لیے سوا اون کے شہرون کے انتہای حدود کے کوئی جاے پناہ نہوگی۔ تمھارے بعد قوم کا کوئی مرجع نہین جسکی طرف لشکر اسلام رجوع کرے گا پس مقتضای مصلحت یہ ہی کہ ایک تجربہ کار سپہ سالار مع جنگ آزمودہ و دلیر فوج کے بھیجا جائے اس صورت مین اگر فتح نصیب ہوئی تو تمھارا مقصو

وَاِنْ تَکُنِ الْاُخْرٰی کُنْتَ رِدْءً لِلنَّاسِ وَ مَثَابَةً لِلْمُسْلِمِیْنَ (نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت ص۱۲)

حاصل ہی ورنہ یہ تو ہو گا کہ تم شکستہ دل سلمانون کے ملجا اور مامن ہو گے

اسی طرح حضرت عمر کا یہ مشہور قول کہ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ ظاہر ہی کہ ایک خاص قسم کی آشنی وارتباط پر دلالت کرتا ہی۔ پس ہم ان تمام واقعات پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ مسالہ امامت مین شیعون اور سنیون مین جو باہم دگر اختلاف ہی اوس کے لیے یہ لازم نہین ہی کہ باہم گر خصومت وعناد قائم ہو بلکہ اس موقع پر اہل سنت وجماعت کو سیرت شیخین اور شیعون کو سیرت علی کی پیروی کرنی لازم ہی اور آپس مین اوسی طرح ملکر ترقی اسلام کی فکر کرنی چاہیے جسطرح اون حضرات نے کی۔

شیعون کو غلط باور کرایا گیا ہی کہ سنیون کو علی بن ابی طالب سے بغض ہی ہم دیکھتے ہین کہ تمام سنی محبت اہل بیت کا دم بھرتے ہین۔ شیعون کا مسلمہ مسالہ ہی کہ مُحَارِبُوْ عَلِیٍّ کَفَرَةٌ وَمُخَالِفُوْهُ فَسَقَةٌ[۱] پس جبکہ سنی نہ محارب علی ہین نہ مخالف علی بلکہ وہ اپنے کو محب علی وموالف علی کہتے ہین تو ظاہر ہی کہ وہ اچھے خاصے مومن ومسلمان ہین۔ اظہار بغض علی کے ساتھ البتہ دعوی ایمان صحیح نہین ہے۔

سنیون سے بھی جھوٹ بیان کیا گیا ہی کہ "شیعہ مثل یہود بلکہ یہود سے بدتر ہین صحابۂ کرام کو گالیان دینا اون کے مذہب مین عبادت ہی۔ کتاب وسنت کسی کو نہین مانتے کیونکہ شیعہ نہ یہود ہین نہ اون کے مذہب مین صحابۂ کرام کو گالیان دینا عبادت ہی نہ وہ کتاب وسنت کے منکر ہین بلکہ وہ مسلمان ومومن ہین خدا اور رسول وقرآن وروز جزا پر ایمان لائے ہین نماز وروزہ۔ حج وزکوۃ وغیرہ تمام فرائض کے مقر وعامل ہین جمہور متکلمین وفقہای اہل سنت وجماعت کا متفق علیہ مسلہ ہی کہ لَا نُکَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ[۲]

---

[۱] استیعاب بن عبد البر ص۲۶۰۔ ۱۲ [۲] تجرید محقق طوسی ۱۲ [۳] شرح مواقف علامہ سید شریف رحمہ اللہ مطبوعہ قسطنطنیہ جلد سوم ص۲۵۷ مطبوعہ مطبع نولکشور ص۷۴۶ ۱۲

پس شیعون کی نسبت تو ہم کفر خلاف واقع وخلاف اصول مسلمہ ہی۔

ہم نے مدتون سے اس امر کو مدّ نظر رکھا ہی کہ جہان تک ہمارے امکان مین ہو اہل اسلام کو باہمی ہمدردی واتحاد کی ترغیب دین تاکہ یہ بے لطفی جو کج فہمی اور خود غرضون کی تحریک سے آپس مین قائم ہی رفع ہو جائے اور جس آگ کو اہل مناظرہ مٹی کا بو دا تیل چھڑک چھڑک کر بھڑکایا کرتے ہین وہ ٹھنڈی ہو جائے مقصد یہ ہی کہ پھر اسلام اور اہل اسلام کو رونق وفروغ ہو اور اس صلح کل وانصاف پسند عہد سلطنت انگلشیہ مین امن وامان کے ساتھ نمایان ترقی سے مستفیض ہون - رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ - ہم نے اوس وحشت ونفرت کے دفع کرنے کی غرض سے جو سنیون کے دلون مین شیعون کی طرف سے پیدا کر دی گئی ہی حتی الوسع اس مضمون مین پوری کوشش کی ہی امید ہی کہ اس سے اکثر غلط فہمیان رفع ہو جائینگی اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ - فرقۂ اثنا عشریہ کی جانب سے اہل سنت وجماعت کے بدگمان ہونے کے چند اسباب ہین جن مین سے اکثر حقیقت نفس الامر سے واقف نہونے پر مبنی ہین ہم اس جگہ اختصار کے ساتھ بعض اسباب کو بیان کرتے ہین سب سے پہلا اور قوی سبب یہ ہی کہ حضرت علی کے عہد خلافت یعنی جب سے کہ فرقۂ شیعہ ایک جداگانہ فرقہ نظر آیا اور سلطنت شام نے اوسکی مخالفت پر کمر باندھی اوسوقت سے مقررہ قاعدے کے موافق خلفای شام کی پالیسی یہ رہی کہ شیعیان علی کی نسبت دروغ مصلحت آمیز اور نفرت انگیز خبرین ممالک محروسہ مین مشتہر وشائع کی جائین تاکہ لوگ اون سے نافر رہین اور اونکی جماعت بڑھنے اور قوی ہونے نہ پائے اول تاجدار دمشق یعنی امیر معاویہ نے اپنے عہد سلطنت مین جب مغیرہ بن شعبہ صحابی کو عراق کا گورنر مقرر کیا تو اونھین یہ ہدایت کی قَدْ اَرَدْتُ اِیْصَاءَکَ بِاَشْیَاءٍ کَثِیْرَةٍ

فَاَنَا تَارِكُهَا اِعْتِمَادًا عَلٰى بَصَرِكَ بِمَا يُرْضِيْنِيْ بِهٖ رَعِيَّتِيْ وَ لَسْتُ تَارِكًا اِيْصَاءَكَ بِخَصْلَةٍ لَا تَتَحَمَّ مِنْ شَتْمِ عَلِيٍّ وَ ذَمِّهٖ وَالتَّرَحُّمِ عَلٰى عُثْمَانَ وَالْاِسْتِغْفَارِ لَهٗ وَالْعَيْبِ عَلٰى اَصْحَابِ عَلِيٍّ وَالْاِقْصَاءِ لَهُمْ وَ تَرْكِ الْاِسْتِمَاعِ مِنْهُمْ وَبِاطْرَاءِ شِيْعَةِ عُثْمَانَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَالْاِدْنَاءِ لَهُمْ وَالْاِسْتِمَاعِ مِنْهُمْ چنانچہ مغیرہ بن شعبہ نے اپنے عہد حکومت مین برابر ان ہدایتون پر عمل کیا حجر بن عدی صحابی نے اس فعل مذموم سے دو ایک مرتبہ منع کیا تو اونھین جھڑکا اور کہا یَا حُجْرُ وَيْحَكَ اِتَّقِ السُّلْطَانَ اِتَّقِ غَضَبَهٗ وَسَطْوَتَهٗ فَاِنَّ غَضَبَةَ السُّلْطَانِ اَحْيَانًا مِمَّا يُهْلِكُ اَمْثَالَكَ كَثِيْرًا لیکن حجر بن عدی نے اس دھمکی پر کچھ خیال نکیا اور اس کا نتیجہ آخر یہ ہوا کہ مغیرہ بن شعبہ نے رپورٹ دربار دمشق مین بھیجدی جس پر حجر اور اون کے ساتھیون کے قتل کا حکم دیا گیا اور وہ سب گرفتار کر کے قتل کیے گئے[1] علامہ ابن اثیر لکھتے ہین کہ جنگ صفین مین امیر شام کی فوج سے ایک جنگ جو نوجوان نکلا اور اوس نے یہ رجز پڑھا

اَنَا ابْنُ اَرْبَابِ الْمُلُوْكِ غَسَّانَ	مین سرداران قبیلہ غسان کی نسل سے ہون
وَالدَّائِنُ الْيَوْمَ بِدِيْنِ عُثْمَانَ	اور دین و مذہب میرا دین و مذہب عثمان ہی
نَبَّاَنَا قُرَّاءُنَا بِمَا كَانَ	ہم کو ہمارے معتبر قاریان قرآن نے خبر دی ہی
اِنَّ عَلِيًّا قَتَلَ ابْنَ عَفَّانَ	کہ علی نے عثمان بن عفان کو قتل کیا ہی

اس کے بعد حملہ آور ہوا اور خوب تیغ زنی کرتا تھا ”وشتم ولعن“ اور گالیان بکتا تھا اور نفرین کرتا تھا حضرت علی کے لشکر مین سے ایک شخص نے جسکا نام ہاشم تھا اوس ہرزہ سرا سے کہا کہ ای شخص خوب سمجھ لے اس بیہودہ گوئی کی پاداش ملنے والی ہی اور اس جنگ کے بعد روز قیامت آنے والا ہی خدا سے ڈر کہ وہ بروز حساب ان اقوال و افعال کی تجھ سے بازپرس کرے گا اوس نے کہا پھر کیا ہوگا مین تو تم سے اس لیے لڑتا ہون کہ

[1] تاریخ ابن جریر طبری جلد ۶ صفحہ ۱۱۲-۱۲

تمھارا سردار علی اور تم سب تارک الصلوٰۃ ہو اور علی نے تمھاری مدد سے ہمارے خلیفہ عثمان کو قتل کیا ہی[1]
جنگ صفین اور واقعۂ حکمین کے بعد صاف صاف یہ حکم دیدیا گیا تھا کہ ہر خطیب لازمی طور پر
خطبۂ جمعہ کے ساتھ برسر منبر علی کو ناسزا کہا کرے[2] سنہ ۴۱ھ سے سنہ ۹۹ ہجری ابتدای عہد خلیفہ عمر
بن عبد العزیز تک یہ ناشایستہ دستور قائم رہا[3] ان کارروائیون نے عموماً ممالک
محروسۂ اسلام اور خصوصاً ملک شام کے مسلمانون پر جو اثر ڈالا اوس کا اندازہ نامور مؤرخ
مسعودی کے اس بیان سے ہوتا ہی وہ لکھتے ہین کہ شام کے ایک عقیل اور اہل الرای
سردار سے کسی نے پوچھا کہ یہ ابو تراب کون ہی جس کو منبر پر امام نفرین کیا کرتا ہی اُسنے
کہا مین خیال کرتا ہون کہ زمانۂ غدر کے ڈاکو دن مین سے کوئی ڈاکو ہی[4] علامہ ابن خلکان
ناقل ہین کہ عبد اللہ بن علی نے جو خلیفہ سفاح عباسی کا چچا اور سپہ سالار تھا جب دمشق
پای تخت بنی امیہ کو فتح کیا تو وہان کے چند مشایخ کو استعجاباً سفاح کے حضور مین
بھیجا جنھون نے بحلف بیان کیا کہ ہم نے آج تک یہ نہین جانا تھا کہ بنی امیہ کے سوا
اور بھی کوئی وارث و عزیز رسول اللہ صلعم ہی[5] "خوب یہ وہی مثل ہوئی کہ شعر و ز شنیدہ بودم
شاعر و ز ندیدہ بودم۔ اگرچہ یہ ایک کثیر الاستعمال پالیسی ہی جو عموماً خود غرض سلاطین
ایک دوسرے کے مقابلے مین استعمال کرتے ہین اور کوئی پیچیدہ یا دقیق مسئلہ نہین
ہی جس کے سمجھنے مین زیادہ دقت ہو مگر ہم مزید ایضاح کے خیال سے ایک اور بھی واضح
اور بین ثبوت پیش کرتے ہین خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے خود ایک موقع پر بیان کیا
کہ ہمارے والد جب خطبہ پڑھتے تھے اور وہ موقع آتا جہان مقررہ قاعدے کے
موافق علی پر نفرین کی جاتی تھی تو اون کی زبان مین لکنت آجاتی مین نے ایک روز
دریافت کیا کہ اس کا کیا باعث ہی آپ تمام خطبہ تو روانی سے ادا کرتے ہین لیکن

---

[1] تاریخ ابن اثیر جزری جلد ۳ صفحہ ۱۲۵ [2] تاریخ ابن جریر طبری و ابن اثیر جزری و ابو الفدا مشہور واقعہ ہی [3] مروج الذہب مسعودی بر حاشیۂ تاریخ ابن اثیر جزری جلد ۹ صفحہ ۱۰۷ [4] وفیات الاعیان ترجمۂ ہلال بن المحسن جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ [5] مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

اس موقع پر یہ حالت ہوجاتی ہی یہ سنکر تعجب سے کہنے لگے تمنے اس حالت کو معلوم کر لیا
مین نے کہان ہان فرمایا بیٹا علی کے فضائل وکمالات جومین جانتا ہون اگر اُنسے
یہ لوگ جو میرے گرد جمع ہوتے ہین واقف ہوجائین توسب کے سب ہمین چھوڑکر
اولاد علی کی اطاعت قبول کرلین[1] ۔

غرض عرصۂ دراز تک یہ ناملایم شیوہ جاری رہا ابتدای عہد بنی عباس مین البتہ
کچھ دنون کو یہ سلسلہ ٹوٹ گیا تھا لیکن آخر عباسیون کو بھی حفظ سلطنت کے متعلق
کارروائیان شروع کرنی پڑین پھر وہی آئین کہن تازہ ہوا ۔ پہلے بنی فاطمہ کی نگرانی
شروع ہوئی اور اس شدت وسخت گیری سے تنگ آکر جس فاطمی نے تلوار کھینچی اسکی
اور اُس کے اعوان وانصار کی نسبت انواع واقسام کی نفرت انگیز خبرین شائع
کی گئین تاکہ مسلمان اُسکی رفاقت سے پرہیز کرین اور سلطنت کو اوس کے مقابلہ
مین دشواریان پیش نہ آئین سلطنت بنی عباس تقریباً پانچ سو برس تک قائم رہی
اور اس عہد مین بیشتر یہ پالیسی استعمال ہوتی رہی سخت خرابی پڑ گئی کہ عہد عباسیہ
اور اوس سے زمانہ ماقبل کی تاریخین انھین خلفای عباسیہ کے زمانۂ حکومت مین
مرتب ومدون ہوئین اس لیے تاریخی افق کا ایک حصہ اس غبار سے تیرہ وتار ہوگیا
اور متاخرین نے اور بھی غضب کیا کہ بلاتحقیق وتنقید اونھین تاریخون سے اپنی
تاریخین مرتب کین اس سلسلۂ تقریر سے ہمارا یہ مقصود نہین کہ ہم ان کارروائیو نپر
کوئی بحث قائم کرین بلکہ ہمارا اصل مقصد یہ ہی کہ یہ وجہ بھی اسباب منافرت مین
سے ایک قوی سبب ہی گو اب وہ وقت گزر گیا نہ وہ سلطنتین رہین نہ وہ سلاطین
مگر جو تاریخین اون کے عہد مین مرتب ہوئی ہین اور اون کے مؤلفون نے تنقید
واقعات مین مساہلت کی ہی یا خلاف مصالح حکومت کچھ لکھنے کی جرأت نہین کرسکے

[1] تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۶ - ۱۲

وہ تاریخین اب مسلمانون مین شائع ہین اور اون کے زہریلے فقرے ہنوز وہی اثر
ڈال رہے ہین۔ مسلمانون کو تدبر کے ساتھ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ اُنکے
دلون مین ایک دوسرے کی جانب سے کدورت اور نفرت جاگزین نہو۔

دوسرا سبب خود شیعون کی بعض کج فہمیان ہین جن مین سے چند ہمنے اپنے رسالہ
حسن اتفاق مین ظاہر کی ہین اور چند مجملاً یہان لکھتے ہین۔ ہمارے نزدیک اہل سنت و
جماعت کا یہ اعتراض بہت ہی بجا ہو کہ شیعہ خلفای ثلثہ کے مطاعن نقل کرنے مین بہت زیادتی
کرتے ہین۔ اور اس خصوص مین اونکی تحریرین درحقیقت دل شکن و عناد انگیز ہوتی ہین۔
ہمنے اپنے ایک فاضل شیعی دوست سے اس امر کے متعلق شکایت کی اونھون نے منہاج السنہ
ابن تیمیہ اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین و ازالۃ الخفا تصنیفات شاہ ولی اللہ اور رسالہ
سر الجلیل فی مسالۃ التفضیل مصنفہ شاہ عبد العزیز اور تحفہ اثنا عشریہ کے اوس حصہ کی طرف
ہمین توجہ دلائی جہان شاہ صاحب نے بے تکلف زبان خوارج سے مطاعن علی نقل کیے
ہین۔ اور فرمایا کہ ان کتابون مین علی اور اہل بیت نبوی کی جو تہجین کی گئی ہو اگر اوس پر
منصفانہ غور کیا جائے تو شکایت کی گنجایش باقی نہین رہتی۔ لیکن ہمنے اپنے لائق دوست
کی اس رای کو پسند نہین کیا ہماری قطعی رای یہ ہو کہ شیعون کو طریق رفق و احتیاط اختیار کرنا
لازم ہو۔ خلاف عقل سلیم ہو کہ ہم چند متعصب اہل سنت و جماعت کی بے سروپا تقریر و تحریر
سے برہم ہو کر مطاعن خلفاے ثلثہ پر قلم فرسائی کرین بلکہ ایسے مواقع پر ہمین اون علمای
اہل سنت و جماعت کی برگزیدہ تصانیف پر نظر ڈالکر تسکین حاصل کرنا چاہیے جنھون نے
مناقب اہل بیت مین قابل قدر کتابین لکھی ہین اور اونکی اس سعی کا شکریہ ادا کرنے کا اس سے
بہتر کوئی طریقہ نہین ہو کہ ہم بھی خلفای کرام کی تعظیم و تکریم کو ہمیشہ ملحوظ نظر رکھین اس سے
شیعون کو یہ توہم نہ کرنا چاہیے کہ حضرت علی کے لیے اثبات خلافت اولی مین کوئی دقت
پیش آئے گی بلکہ اون کو سمجھ لینا چاہیے کہ جسطرح فضائل و مناقب علی بیان کرنے سے

اہل سنت وجماعت کے نزدیک اون کے دعوے مین کوئی فرق نہین پڑتا اسی طرح شیعون کے دعوے مین بھی تعظیم خلفای ثلثہ کوئی فرق نہین ڈال سکتی۔ علاوہ ازین ہم دیکھتے ہین کہ شیعون نے فی زماننا بعض مراسم مین اس درجہ غلو کیا ہی کہ خاص وعام کی نگاہین اون پر نہایت نفرت خیز انداز سے پڑتی ہین اور سنجیدہ طبیعتین اون سے گریز کرتی ہین مثلاً محرم الحرام مین بعض بدعات کا ارتکاب واعلان۔ اسمین شک نہین کہ اوس شہید سعید کا ماتم جسکی مصیبت پر روح نبی ووصی متالم ہوئی۔ تمام کائنات پر حالت رنج والم طاری ہوئی زمین وآسمان پر اداسی چھاگئی ضرور بلکہ فرض عین ہی۔ مگر شرط یہ ہی کہ وہی ماتم وتعزیہ ہو جسکو فی الحقیقت ماتم وتعزیہ کہتے ہین۔

شیعہ فخر کر سکتے تھے کہ انھون نے اپنے امام کی یادگار مصیبت کو جو نہایت عمدہ مقاصد پر مبنی ہی اخلاص ومحبت کے ساتھ تیرہ سو برس تک اسطرح تازہ اور قائم رکھا کہ کسی قوم نے اپنے اسلاف مین سے کسی کی یادگار کو اس ارادت مندانہ انداز سے قائم نہ رکھا ہوگا مگر افسوس ہی کہ شیعون نے اس پاکیزہ چشمے کو مقدوح رسم ورواج کے مکدر اجزا سے گدلا کر ڈالا اور بجای تحسین وآفرین کے ملامت وشماتت کے مستحق قرار پائے۔ اس بارے مین محدث کامل علامہ نوری طبرسی رحمہ اللہ کی کتاب لؤلؤ ومرجان جو ابھی ہماری نظر سے گذری ہی اگر شیعہ اُسکو اپنا دستور العمل بنالین تو نہایت مفید ہوگا۔

تیسرا سبب باعث وحشت ونفرت یہ ہی کہ اکثر اہل مناظرہ نے یہ مذموم شیوہ اختیار کیا ہی کہ جب وہ فرقۂ اثنا عشریہ کی تردید لکھنے بیٹھتے ہین تو فرق کیسانیہ وغلات ومفوضہ واسمعیلیہ وسبائیہ کے عقائد باطلہ کو انکی طرف منسوب کر کے خواہ مخواہ اثنا عشریون کو ملامت کرتے ہین۔ کیسانیہ وغلات وامثالہا کے عقائد اسقدر قبیح وفاسد ہین کہ اُنکے قبح وفساد کو ہر عامی اور معمولی عقل کا آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہی پس جس حالت مین ایسے عقائد فاسدہ فرقۂ اثنا عشریہ کی طرف منسوب کیے جائین ظاہر ہی کہ کس انتہائی حد مین

عام طور پر مسلمانون کے دلون مین اس فرقہ کی طرف سے مخالفت پیدا ہو گی۔
شاہ عبد العزیز صاحب نے باوجود اس کے کہ اپنی کتاب کا نام تحفۂ اثنا عشریہ
رکھا ہی لیکن شروع سے آخر تک اس کتاب کو ہفوات کیسانیہ و اسمعیلیہ وغیرہما سے
فضول بھرا ہی۔ شاہ صاحب خود مقر ہین کہ "بالفعل درین زمانہ غیر از اثنا عشریہ صاحب
تدوین و احکام درین بلاد نیست" لیکن تعجب ہی کہ باوجود اس علم کے اون فرق
باطلہ و ہالکہ کے ہزلیات کو فرقۂ اثنا عشریہ کے مقابلہ مین کیون نقل کیا گیا اسی قبیل سے
ایک مصیبت یہ ہی کہ باوجود تسلیم اس امر کے "لَا یُلزَمُ المَذهَبُ لَیسَ بِمَذهَبٍ"[1] پھر بھی
مسائل اختلافیہ پر عجیب و غریب انداز سے بحث کی جاتی ہی چنانچہ مثلاً التمہید ابو شکور
سالمی سے ایک حکایت ترجمہ کر کے ہم اس جگہ نقل کرتے ہین جس سے ٹھیک اندازہ
ہو سکتا ہی کہ ہمارے مناظرین کا طریقۂ بحث و مناظرہ کس قدر معیوب ہی۔ ملا ابو شکور
فرماتے ہین کہ مجھ سے اور ایک اشعری سے مناظرہ ہوا اشعری نے کہا واہ تم حنفیونکی نماز کا کیا
کہنا بہتے ہوے پرنالے کے نیچے بیٹھ گئے اور چہرہ و سر و پا کو تر کر لیا بس یہ وضو ہو گیا پھر کبوتر
کی بیٹ بچھا کر اسپر کھڑے ہو گئے اور بجای اللہ اکبر کے کہا ای خدای بزرگ بعدہ فارسی
مین قرارت شروع کی اور دو برگ سبز ترجمۂ آیۂ مُدۡهَامَّتَانِ کہکر چپ چاپ رکوع اور
سجدے کیے اور آخر مین بمقدار تشہد بیٹھکر عمداً خارج آہنگی کی اور نماز ختم کر دی (ملا
ابو شکور فرماتے ہین) یہ سنکر مین نے کہا سنو بات یہ ہی کہ تم اشعریون کا اعتقاد ہی کہ قبل
تخلیق عالم خدا خالق نہ تھا اور نہ وہ معبود و رب تھا اور ایسے ہی نہ اب غافر و مثیب
و معاقب ہی اسی طرح رسول تمھارے نزدیک نہ اب رسول ہی نہ قبل وحی رسول تھا
اور یہ بھی تمہارا قول ہی کہ ذرا سی معصیت مین ایمان مین نقص آجاتا ہی پھر اس صورت
مین محل استعجاب کیا ہی ایسے مومن اور ایسے رسول کے متبع کو اسی قدر اور

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ والیواقیت والجواہر شعرانی وجلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین ۱۲

اسی ڈھنگ کی عبادت جو تمنے بیان کی اوس خدا کی درگاہ مین بجالانا کافی ہی جو پہلے معبود رب نہ تھا بلکہ اب بن گیا ہی۔

قابل غور ہی کہ عموما ہمارے مقدس علمای نامدار بحث مین پڑ کر جادۂ اعتدال وشایستگی سے کس قدر تجاوز کرجاتے ہین اور چرب زبانی سے کس طرح حقیقت امر کی صورت مسخ کردی جاتی ہی فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ غرضکہ مذہب اثنا عشریہ کے ساتھ بھی اہل مناظرہ نے ابتدا ہی سے یہ سلوک کیا ہے اور ذرا ذرا سے اختلاف کو مہیب صورتون مین دکھلا کر خواہ مخواہ مخالفت کی آگ کو بھڑکایا گیا ہی اور اسی سلسلہ مین اونپر بتیر بیجا الزام لگاکر تفرقہ اندازی مین ناحق سعی کی گئی ہی ازانجملہ ہم چند کثیر الاستعمال الزامات کو اس موقع پر مجملا نقل کرتے ہین

پہلا[۱] الزام یہ ہی کہ روافض کے نزدیک (عیاذا باللہ) خلفای راشدین کو سب و شتم کرنا داخل عبادت بلکہ افضل عبادات ہی۔

دوسرا[۲] الزام یہ ہی کہ روافض سوا دو تین صحابی کے تمام صحابہ کو کافر سمجھتے ہین۔

تیسرا[۳] الزام یہ ہی کہ روافض ائمۂ اثنا عشر کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل بلکہ عالم الغیب و مالک قضا و قدر جانتے ہین۔

چوتھا[۴] الزام یہ ہی کہ روافض قرآن مجید کو محرف و ناقص کہتے ہین۔

پانچوان الزام یہ ہی کہ روافض حضرت عائشہ کی نسبت (معاذ اللہ) اہل افک کے ہم زبان ہین چونکہ ہم ان الزامون کو بیجا اور قوی ترین اسباب مخالفت خیال کرتے ہین اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ بترتیب ان الزامات مین سے ہر ایک الزام کے متعلق اپنے علم و یقین کے موافق امر واقعی کو ظاہر کر دین تاکہ شاید غلط فہمیون کی کچھ اصلاح ہو جائے بہرکیف نیاز عرضہ می دارم مگر پروا کند گوشے

---

[۱] تمہید ابو شکور مطبوعہ مطبع فاروقی ص ۵۲ ۱۲

پہلا الزام۔ یہ کہ روافض کے نزدیک سبِّ خلفای راشدین عبادت ہی بیشک از سرتاپا بیجا و غلط ہی چنانچہ محسن المومنین علامہ میرزا محمد دہلوی نزہہ اثنا عشریہ جلد اول مین فرماتے ہین "سب و دشنام دادن نزد امامیہ حرام و ممنوع ست" اور اسی کتاب مین دوسری جگہ لکھتے ہین "شتم و قذف نزد امامیہ اصلا جائز نیست اگر بالنسبت کافر و مشرک بودہ باشد فضلا عن غیرہم و اسناد این امر بامامیہ افترای محض ست" (نزہہ جلد ا صفحہ ۸۰)

کسی جاہل کا یہ شعر دشنام بہ مذہبے کہ طاعت باشد مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم عوام کیا بلکہ خواص اہل سنت و جماعت مین ایسا مشہور و معتمد علیہ قرار پاگیا ہی کہ گویا حدیث متواتر ہی۔ پڑھے لکھون کو دیکھا ہی کہ وہ بھی اس شعر کو سنایا کرتے ہین اور اس جگہ تہدید الشعراء یتبعہم الغاوون کا بھی خیال نہین رہتا اس عامیانہ شعر نے سب کے دلون مین یہ وسوسہ ڈالدیا ہی کہ خلفای کرام کو سب و شتم کرنا امامیہ کے نزدیک عبادت ہی حال آنکہ یہ امر محقق ہی کہ امامیہ کے نزدیک خلفا و صحابہ درکنار کسی کافر و مشرک کو بھی سب و شتم کرنا حرام و ممنوع ہی چہ جائیکہ یہ قول قبیح عبادت و طاعت قرار پائے۔ ہان البتہ امامیہ کا یہ قول ہی کہ ائمہ اثنا عشر علیہم السلام مین سے ہر ایک امام مفترض الطاعۃ و معصوم ہی اور ان ائمہ معصومین کے سوا کوئی امام مفترض الطاعۃ و معصوم نہین چنانچہ فرقہ امامیہ کی اصطلاح مین تولا و تبرا اسی کا نام ہی۔ مع ہذا تبرا کچھ فرقہ امامیہ ہی کا شعار نہین بلکہ نظر انصاف سے دیکھا جائے تو فرق اسلامیہ مین سے کوئی فرقہ بھی اس سے بری نہین ہی علامہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ شرح مواقف مین لکھتے ہین کہ۔

وَقَالَ الشَّيْخُ اَبُو الْحَسَنِ (الْاَشْعَرِيُّ) فِيْ اَوَّلِ كِتَابِ مَقَالَاتِ الْاِسْلَامِ اِخْتَلَفَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ اَشْيَاءَ	شیخ ابو الحسن اشعری نے اپنی کتاب مقالات الاسلام کے اول مین فرمایا ہی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ چیزون مین مسلمانون مین باہم اختلاف پڑا چنانچہ بنا بر علیہ ان مین سے

بعض نے بعض کی تضلیل کی اور ایک نے دوسرے سے اظہار تبرا کیا اور جدا جدا فرقے ہوگئے لیکن حکم اسلام سب کو شامل ہی اور سب اہل اسلام ہین (سید شریف فرماتے ہین) یہی مذہب ہے شیخ ابوالحسن اور اکثر اشاعرہ کا۔	ضَلَّلَ بعضُهم بعضًا و تبرّأ بعضُهم عن بعضٍ فصاروا فرقًا متباينين الّا انّ الاسلامَ یجمعُهم و یعمُّهم فهذا مذهبُه و علیه اکثرُ اصحابنا (شرح مواقف مطبوعہ قسطنطنیہ جلد سوم)

علاوہ اس کے یہ تو کسی لغت و اصطلاح سے بھی ثابت نہین ہوتا کہ تبرا کے معنی سب و دشنام کے ہین خداوند عالم فرماتا ہی وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيمَ لِاَبِيهِ اِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ۔ بخاری شریف مین ایک حدیث ہی جس مین یہ جملہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ[1] علامہ مقریزی نے لکھا ہی۔ ولما بلغ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما مقالۃ معبد فی القدر تبرأ منہ[2]۔ شیخ حمید الدین فرماتے ہین و دین سابقان تبرا و تولاست تبرا از ما دون اللہ و تولا باللہ[3]۔ کیا کوئی دانشمند کہہ سکتا ہی کہ اوس آیت و جملہ حدیث نبوی اور ان اقوال سلف مین تبرا سے اظہار قطع تعلق مراد نہین ہے بلکہ سب دشنام مراد ہی ہرگز نہین۔ درحقیقت کسی سے اظہار تبرا کرنے سے مراد یہی ہوتی ہی کہ اُس سے تعلق و واسطہ نہین اور خصوص اوس حالت مین جب کسی خاص تعلق کا قطع مقصود ہو تو اس موقع پر تبرا کے معنی مین اور بھی نرمی آجاتی ہی۔ جیسا کہ امامیہ کہتے ہین کہ خلفاے ثلثہ مین سے کسی کو ہم امام مفترض الطاعۃ و معصوم نہین سمجھتے مگر ہان اس سے انکار نہین کرتے کہ وہ رسول اللہ کے بعد یکے بعد دیگرے مسلمانون پر حکمران ہوے۔ انکے عہد مین بہت سے وسیع ملک مثل شام و عراق و مصر و عجم و افریقہ قلمرو حکومت اسلام

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری جلد ۱۷ صفحہ ۹۵-۱۲ [2] خطط مقریزی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵۶-۱۲

[3] اخبار الاخیار محدث عبدالحق دہلوی صفحہ ۳۳-۱۲

مین داخل ہوے - خلاصہ یہ کہ جسطرح اہل سنت وجماعت ایمۂ اثنا عشر مین سے کسی کو
امام معصوم ومنصوص نہین سمجھتے لیکن اونکی عظمت شان وافاضۂ فیوضات باطنی کے
معترف ہین[1] اوسی طرح امامیہ بھی خلفای ثلثہ مین سے کسی کو امام معصوم ومنصوص تو نہین مانتے مگر
اونکی جلالت قدر کے معترف ہین اور یہ خیال صحیح نہین ہی کہ امامیہ معاذ اللہ خلفای
ثلثہ کی نسبت جواز سب وشتم کے معتقد ہین اور اس بدتہذیبی وسفاہت کو عبادت
سمجھتے ہین - اگر بفرض فرقۂ امامیہ کے بدنام کرنے والے کچھ عوام کالانعام ایسے ہون
جو اس سفاہت کے ارتکاب کو برا نہ سمجھتے ہون تو یقیناً اون سے تمام ایمۂ اہل بیت
اور اون کے شیعۂ مخلصین بری ہین وہ جہلا مذہب اہل بیت اطہار کے ہرگز پیرو نہین
ہین کیونکہ ہمارے ایمۂ ہدا کی تعلیم سب وشتم کی ترغیب نہین دیتی بلکہ سلوک مسلک حلم
ومحاسن اخلاق کی طرف رہنمائی کرتی ہی - کافی مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے
ایک مبسوط روایت منقول ہی جس کے بعض جملون کا حاصل کلام یہ ہی کہ آپ نے
اپنے شیعون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تہذیب ومحاسن اخلاق کے پابند رہو کیونکہ
تم مین سے جو شخص پرہیزگاری اور صدق مقال اور لوگون کے ساتھ حسن خلق
وامانت داری اختیار کرتا ہی اور یہ کہا جاتا ہی کہ یہ ادب جعفری ہی اور یہ شخص بھی مذہباً
جعفری ہی تو مین خوش ہوجاتا ہون اور یہ امر میرے لیے کمال مسرت کا باعث ہوتا ہی
اور جب کوئی شخص تم مین سے ان محاسن اخلاق کے خلاف عمل کرتا ہی تو مجھے سخت

---

[1] اس عبارت کو تدبر کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے قاضی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہین خاتمہ در ذکر ایمۂ اہل بیت رضی اللہ عنہم بدانکہ امامت چند معنے دارد یکے معنی مخترعۂ روافض کہ اصلاً آن را ثبوت نیست وبطلان آن بیان نمودیم دوم بمعنے خلیفہ وذکر آن ہم سابق رفتہ وباین معنے ہم اطلاق لفظ امام بر آن اکابر سوای علی مرتضی وحسن مجتبی ومحمد مہدی دروغ وافترا است سوم بمعنے پیشوای ملت وباین معنے اطلاق بر اکثر اکابر امت کردہ می شود چون امام ابوحنیفہ وامام شافعی پس بر ایمۂ اہل بیت ہم بطریق اولی کردہ شود کہ دیگر اکابر امت را در علوم ظاہر وباطن بیشتر رجوع بآن اکابر افتادہ خصوصاً امام محمد باقر وامام جعفر صادق دسیف مسلول صفحہ ۲۲۹ - ۱۱

ندامت و عار لاحق ہوتی ہی کیونکہ اس حالت مین لوگ طنزاً کہتے ہین کہ یہی ادب جعفری ہی۔ خدا کی قسم میرے والد بزرگوار محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہی کہ شیعۂ علی کی یہ شان ہی کہ جس قبیلہ مین ہو اپنے اخلاق فاضلہ کے اعتبار سے اوس قبیلہ و قوم کی زینت ہو۔

ہر تاریخ دان واقف ہی کہ معرکۂ صفین مین اہل شام علی اور اصحاب علی کے خون کے پیاسے تھے اور اسکے سوا سرزمین شام کے جاہل نومسلم حضرت علی کی تہجین و توہین مین بھی حتی الوسع کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے تھے بلکہ خود امرای لشکر شام ترغیب جہلا کی غرض سے حضرت علی کی شان مین اکثر ایسے الفاظ ناملایم استعمال کیا کرتے تھے جیسے کہ یورپ کے بعض متعصب اہل الرائے ارمینیون کے عہد بغاوت مین اعلیحضرت عبدالحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کے حق مین کہا کرتے تھے مگر باوجود اسکے امیر المومنین روحی فداہ کا حکم اپنے شیعون کو یہ تھا کہ خبردار شام والون سے گالی گفتار نہ لڑنا۔

اِنِّیْ اَکْرَهُ اَنْ تَکُوْنُوْا سَبَّابِیْنَ وَلٰکِنَّکُمْ لَوْ وَصَفْتُمْ اَعْمَالَهُمْ وَذَکَرْتُمْ حَالَهُمْ اَصْوَبَ فِی الْقَوْلِ وَاَبْلَغَ فِی الْعُذْرِ وَقُلْتُمْ مَکَانَ سَبِّکُمْ اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَاءَنَا وَدِمَاءَهُمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ حَتّٰی یَعْرِفَ الْحَقَّ مَنْ جَهِلَهٗ وَیَرْعَوِیَ عَنِ الْغَیِّ وَالْعُدْوَانِ مَنْ لَهِجَ بِهٖ (نہج البلاغہ مطبوعۂ شام ص ۲۴۹)	مین ناپسند کرتا ہون کہ تم دشنام دہی کے خوگر ہو اور اہل شام کو سب و شتم کرو لیکن اگر تم اون لوگون کے اعمال زشت اور حالات ظلم و بغاوت کا ذکر کرو تو البتہ اپنے قول مین مصیب و معذور رہو اور بہتر یہ ہی کہ بجای سب و شتم کے تم یہ دعا کرو کہ خدایا ہمارے اور اونکے خون کو معرکۂ قتال مین بہنے سے بچا اور ہم مین اور اون مین صلح کرادے اور باغیان شام کو ہدایت فرما کہ اپنی گمراہی سے باز آئین تاکہ حق کو پہچانے وہ شخص جو اوسے نہین جانتا اور حریص گمراہی و عداوت سے باز رہے۔

اس موقع پر اگر کوئی یہ کہے کہ ہمنے یہ سب تو نسبت جواز سب وشتم کی تردید کے کیا
اسی طرح مذہب امامیہ مین لعن مخالفین بھی حرام وممنوع ہی اسکا جواب یہ ہے کہ
مذہب امامیہ کیا مذہب اہل سنت وجماعت مین بھی لعن مخالفین حرام وممنوع نہین ہی
اب رہی طرز عمل کے متعلق بحث اوسکی نسبت جہانتک مجھے علم ہی امر صحیح یہ ہی کہ عہد
سلطنت بنی امیہ مین جب حضرت علی علیہ السلام پر برسر منبر لعنت کی جانے لگی اور یہ خبر پاکر
حضرت علی نے بھی اون لعنت کرنے والون پر لعنت کی تو اوسوقت شیعیان علی کو بھی
اس مین کچھ تامل وپس وپیش باقی نہ رہا کہ اگر کوئی موقع ومحل اس کا مقتضی ہو تو لعن
اعدای امام سے باز رہین - بعدازین یہ ہوا کہ سلطنت بنی امیہ مستقل قائم ہوگئی اور خلفای
بنی امیہ نے اوس مذموم رسم کو برابر جاری رکھا بلکہ اس کے سوا اور بھی بہت سے
ظلم وستم اہل بیت رسالت پر کیے لیکن چونکہ شیعون سے زمانہ مخالف ہوگیا تھا اس لیے
وہ سب کچھ سنتے تھے اور دیکھتے تھے اور دل ہی دل مین گھُٹ کر رہجاتے تھے جب بہت
دل دکھتا ہو تو شاید بمقتضای بشریت کچھ زیرلب بد دعا دیکر دل کا بخار نکال لیتے ہونگے
ابھی تک کسی نہ کسی حد مین یہ جواب ترکی بترکی تھا مگر ایک زمانہ ممتد تک اس سلسلہ کے
قائم رہنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ گو سلطنت بنی امیہ اور اوسکے یہ قواعد شنیعہ فنا ہوگئے -
نہ نادر بجا ماند و نے نادرے مگر شیعون مین دشمن علی کے نام پر لعنہ اللہ کہنے کی رسم
باقی رہگئی اور اون کا دردمند دل ایسے کلمات کو اون کی زبان سے گاہ گاہ ادا کرادیتا تھا
لیکن خیریت یہ تھی کہ قوم کو اوس پر یا اوس کے اظہار پر مطلق اصرار نہ تھا اکثر خلفای
بنی عباس نے بھی ائمہ اہل بیت وشیعیان اہل بیت کے ساتھ بُرا سلوک کیا اس لیے
شیعون کا زخم جگر مندمل نہ ہوا اور خلش تازہ رہی - اتفاقات قضا و قدر سے خاندان
دیالمہ نے سلطنت بغداد پر غلبہ پایا تو ناعاقبت اندیش معزالدولہ کی تحریک سے عوام
شیعہ نے بغداد مین مسجدون کی دیوارون پر لکھدیا لعن اللہ ....

چونکہ معزالدولہ کا یہ فعل برخلاف معتقدات اہل بغداد اور ایک جابرانہ عمل تھا جس سے تکبر و غرورِ ریاست کی بو آتی تھی اس لیے غیرت مند علما اور معزز روسای بغداد کو یہ امر ناگوار ہوا اور اونھون نے مخالفت کی چنانچہ رفتہ رفتہ یہ مسالہ معرض بحث مین آیا اور جانبین سے اسپر طبع آزمائیان ہونے لگین - اثبات و تردید کا سلسلہ جاری ہوگیا بحث بحث مین فریقین جادۂ اعتدال سے تجاوز کر گئے اور اس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ شیعون مین وہ غیر قابل اعتنا رواج جو محض بنی امیہ کے عہد ظلم وستم کی تحریک سے معمولا قائم ہوگیا تھا اب رسم ورواج کی حد سے نکلکر مذہبی حصار مین آگیا - فرقۂ امامیہ مین سب سے پہلے شیخ علی بن عبد العالی نے یہ فتوی دیا کہ اعداے اہل بیت پر بالاعلان لعنت کرنا چاہیے اور اپنے اجتہاد وتحقیق کے موافق ایک فہرست بھی اون نامون کی مرتب کی جن پر اون کے خیال کے مطابق لعن کرنا چاہیے - ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ مین سے بیس صحابہ کے نام کو بھی آپ نے اس فہرست مین درج فرمایا ہی [1]

غرضکہ مسالۂ جواز لعن کی ہدایت ونہایت یہ ہی جو عرض کی گئی اس صورت مین ہر صاحب عقل سلیم سمجھ سکتا ہی کہ اوسکی حقیقت کیا ہی اور مذہب امامیہ کے اصول وفروع سے کہانتک اوسے تعلق ہی مسلمانون مین تفرقہ پڑجانے کے بعد باہمدگر نزاع وخصومت بڑھتے بڑھتے ایسی بہت سی بے اصل باتین پیدا ہوگئی ہین متعصب سنی نے کہدیا کہ یزید امیر المومنین تھا وسپر حسین نے باغیانہ خروج کیا یزید کو قتل حسین پر ہرگز لعن و طعن نکرنا چاہیے بلکہ یزید کے لیے دعای مغفرت کرنا مناسب ہی - اودھر سے شیعہ صاحب غضبناک ہوکر اوٹھے اونھون نے یزید کیا نہ معلوم کس کس کو کیا کہہ ڈالا - مگر الحمد للہ کہ باینہمہ فرقۂ امامیہ کو اسپر اصرار نہین بلکہ وہ اون لوگونکی عیب چینی ولعن کو بھی جن کا

[1] مجالس المومنین قاضی نور اللہ شستری صفحہ ۱۲ ۲ اس باب مین کتاب البلاء المبین مولفہ عالیجناب خان بہادر مولانا شیخ احمد حسین صاحب ادام اللہ اقبالہم ملاحظہ طلب ہی جسمین متعدد اقوال علمای سلف وخلف کے یزید عنید کی شان مین نقل کیے گئے ہین -

اہل بیت الطہارہ پر ظلم و جور کرنا بتواتر ثابت ہی کچھ ضروری اور لازمی نہین سمجھتے اور
اونکے نزدیک یہ امر حقیقت تشیع مین داخل نہین ہی چنانچہ علامہ مرزا محمد دہلوی قدس
اللہ سرہ نزہۂ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین۔ سب و دشنام دادن نزد امامیہ حرام و ممنوع
است آرے اشخاصے کہ نزد امامیہ بتواتر ثبوت پیوستہ کہ آنہا بر اہل بیت نبوی علیہم
السلام ظلم و ستم نمودہ اند ذکر مطاعن آنہا نمودن و دعاے بد در حق آنہا کردن نزد
این فرقہ حکمت جواز دارد (واجب و سنت نیست) معہذا این امر داخل حقیقت تشیع
نیست (جلد ا صفحہ ۴۷۲)۔

دوسرا الزام "روافض سوا دو تین صحابی کے تمام صحابہ کو کافر و مرتد جانتے ہین"۔
اس مبحث کے متعلق پہلے یہ عرض کر دینا مناسب ہی کہ جب ہم کسی شخص کی نسبت یہ دعوی کرتے
ہین کہ وہ درحقیقت اچھا آدمی ہی تو اوس کا مطلب یہ ہوتا ہی کہ اوس شخص کے اقوال و
افعال قابل مدح ہین۔ اس صورت مین ہمارے دعوے کی صحت دو چیزون کے ثبوت
پر موقوف ہوتی ہی۔ ایک یہ کہ درحقیقت کون سے افعال و اقوال قابل مدح ہین دوسرے
یہ کہ واقعی وہ افعال و اقوال اوس شخص سے ظہور مین آئے ہین جس کے اچھے ہونے کے
ہم مدعی ہین۔ اس قاعدے کے خلاف جو لوگ کوشش کرتے ہین وہ ضرور غلطی مین
پڑ جاتے ہین اور ہرگز اپنے دعوے کو صحیح نہین ثابت کر سکتے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی
منقذ من الضلال مین فرماتے ہین وَهٰذِهٖ عَادَةُ ضَعِيْفِي الْعُقُوْلِ يَعْرِفُوْنَ الْحَقَّ
بِالرِّجَالِ لَا الرِّجَالَ بِالْحَقِّ وَالْعَاقِلُ يَقْتَدِيْ بِسَيِّدِ الْعُقَلَاءِ عَلِيٍّ رض حَيْثُ قَالَ[1]
لَا تَعْرِفُ الْحَقَّ بِالرِّجَالِ اَعْرِفُ الْحَقَّ تَعْرِفْ اَهْلَهٗ مطلب یہ کہ جنکی عقلین ناقص و ضعیف ہین

[1] حضرت علی کے اس قول کو امام صاحب نے احیاء العلوم مین بھی نقل کیا ہی۔ اور اسی قول کو علامہ جاحظ نے اپنی مشہور تصنیف
کتاب البیان والتبیین مین یون نقل کیا ہی۔ قال و نہض الحرث بن حوط اللیثی الی علی کرم اللہ تعالی وجہہ وہو علی المنبر
فقال أتظن انا نظن ان طلحۃ والزبیر کانا علی ضلال قال یا حار انہ ملبوس علیک ان الحق لا یعرف بالرجال
فاعرف الحق تعرف اہلہ (جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مصر)

انکا شیوہ یہ ہی کہ پہلے وہ اپنے مزعوم کے موافق کسی گروہ یا کسی ایک شخص کو اچھا سمجھ لیتے ہین پھر
اوس گروہ یا اوس شخص کے افعال و اقوال کو اس اعتبار سے حق سمجھ لیا کرتے ہین کہ
وہ لوگ اچھے ہین حال آنکہ کامل العقل وہ شخص ہی جو سید العقلا علی رضی اللہ عنہ کی
پیروی کرتا ہی چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ امر حق کا پہچاننا مقدم ہے بلکہ اول
حق کو پہچانو پھر خود اہل حق کو پہچان لوگے اس تمہید کے بعد اب ہم یہ ظاہر کرتے ہین
کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب مین ہمارا کیا اعتقاد ہی جناب قاضی
نور اللہ شستری نور اللہ مضجعہ مجالس المومنین مین فرماتے ہین۔

نزد علمای شیعہ و فرقۂ ناجیہ حکم صحابی در ایمان و عدالت و عدم آن حکم غیر ایشان
است و مجرد صحابی بودن موجب حکم بایمان و عدالت و مؤدی بنجات از عقبات نار
و عقاب پروردگار نمی شود مگر آنکہ بایمان و خلوص جنان و حسن اقوال و افعال
سلامت عاقبت و مآل روزی گردد۔

اسی طرح اولاد علی علیہ السلام کے بارے مین ہمارا یہ اعتقاد ہی کہ جو اون مین سے
عاصی ہون گے وہ معذب ہون گے بلکہ اون پر دو چند عذاب ہوگا اور جو
اون مین نکوکار ہون گے وہ دو چند اجر و ثواب پائین[1] گے غرضکہ ہمارا عقیدہ
یہ ہی کہ صحابی ہو یا اولاد علی مجرد نسبت و اضافت سے کوئی ممدوح اور ناجی نہین
قرار پاسکتا بلکہ ہر ایک کے لیے ایمان و عدالت۔ خلوص و حسن اقوال و افعال کے
ساتھ انجام بخیر ہونا شرط ہی۔ بندگی باید پیمبر زادگی در کار نیست۔ المختصر ہم نہایت
وثوق کے ساتھ کہتے ہین کہ فرقۂ امامیہ پر یہ الزام بھی مثل پہلے الزام کے غلط اور
بے بنیاد ہی اور ہرگز فرقۂ امامیہ کا یہ قول نہین ہی کہ سوا دو تین صحابی کے سب
صحابہ کافر و مرتد ہین محسن المومنین علامۂ دہلوی جلد نہم نزہۂ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین

[1] رسالۂ اعتقادیہ صدوق ۱۲۔

امامیہ اکثر صحابہ را ممدوح وجلیل القدر و برخے از ایشان را از مکمل اولیاے کرام می شمارند و مستحق رحمت و رضوان می دانند (ص ۱۴) اور اسی کتاب کی جلد چہارم مین فرماتے ہین نزد امامیہ جمعے کثیر و جمے غفیر از اصحاب کبار ممدوح وجلیل القدر بلکہ در عداد اولیاے کرام معدود اند چنانچہ سبق مشروحا ذکر یافت و در معتمد علیہ بودن این اکابر نزد امامیہ شکے نیست و اشخاصے کہ آنہا را در اول وہلہ شبہہ طاری شدہ بود بعد از انحلال شبہہ رجوع بہ حق نمودند نیز صدوق و ثقہ و عدول بودن آنہا بمعاشرت باطنیہ متحقق گشتہ نزد امامیہ مقبول الروایۃ اند ہیچکس از امامیہ قائل بخلاف آن نشدہ (صفحہ ۴۴۳ مطبوعۂ لودھیانہ)

ہمارے نزدیک محسن المومنین اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین کا ارشاد بہت ہی صحیح ہے[1] اور اوسکی صحت کے بہت سے شواہد موجود ہین - از انجملہ رئیس المحدثین محمد بن بابویہ قمی بسند حسن روایت کرتے ہین کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ ہزار اصحاب ایسے تھے کہ اون مین ایک بھی قدری یا مرجی یا دشمن علی یا بمقابلۂ احکام شرع اپنی راے پر عمل کرنے والا نہ تھا سب ایسے متقی و پرہیزگار تھے کہ شب و روز خوف خدا سے گریان رہتے تھے اور دعا مانگتے تھے کہ خداوندا اوس سے پہلے ہمین دنیا سے اوٹھا لینا کہ ہم میدے کی روٹیان کھائین یعنی لذات عالم فانی کی طرف مائل ہون[2] -

---

[1] عالیجناب محسن الملک بہادر اس کے خلاف تقریر فرمانے مین صرف رنگین بیانی کی داد کے مستحق ہین ورنہ امر حق وہی ہی جو محسن المومنین نے ظاہر فرمایا ۱۲

[2] چند بزرگوارون نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہی کہ وہ کتاب دکھاؤ جس مین ان تمام صحابہ کے حالات لکھے ہون تمہارے مذہب کی کتاب رجال مین صرف دو ڈیڑھ سو صحابہ کا ذکر ہی اگر سب کا پتا نہ دوگے کاذب ہوجیسا یہ اعتراض ہی ویسا ہی اس کا مختصر جواب یہ ہی کہ اول تو ہمین صحابہ سے وہ خاص علاقہ نہین باقی بر ص ۲۸

شیخ طوسی رحمہ اللہ نے بسند صحیح امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز امیر المومنین علی علیہ السلام نے عراق مین بعد نماز صبح حاضرین مسجد کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ خود روئے اور اون کو بھی خوف الٰہی سے رولایا پھر فرمایا خدا کی قسم مین نے اپنے خلیل رسول اللہ کے عہد مین ایک گروہ کو دیکھا ہے جو مسکنت و گرسنگی کی حالت مین بسر کرتے تھے اور اون کی پیشانیون پر آثار سجود نمایان تھے وہ عبادت الٰہی مین اپنے نفوس کو تعب مین ڈالتے تھے اور ہمیشہ تضرع و زاری کے ساتھ خدا سے مناجات کرتے تھے کہ الٰہی ہمارے بدن کو آتش جہنم سے آزاد کر اون لوگون کو مین خوف خدا سے ہمیشہ ترسان پاتا تھا (حیات القلوب جلد ۲)

بقیہ ص ۲۷ کہ جواب کو ہے کیونکہ ہمین شریعت نبوی اہل بیت نبوی کے واسطے سے پونچی ہے دوسرے یہ کہ حسب تحقیق ابن حجر عسقلانی صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور آپ کے اکثر علما ایک لاکھ چوبیس ہزار بتاتے ہین مگر اسد الغابہ جو رجال صحابہ مین سب سے بڑی اور جامع کتاب ہے اسمین حسب شمار علامۂ ذہبی کل ۷۵۵۴ کا ذکر ہے باقی ۱۱۶۴۴۶ صحابہ کے نام و نشان تک کا پتا نہین آپ کے نقلۂ شریعت مین اتنے گم ہین اگر آپ ان سب کی فہرست پیش کیجیے تو ہم سے بھی بارہ ہزار کی فہرست کا طالب ہونا خیر چندان بیجا نہ ہوگا ۱۲ لے کشی نے سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ ان الصحابۃ ارتدوا بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اربعۃ انفس وفی روایۃ عن الصادق الا ستۃ اول تو اس روایت کی صحت مسلم نہین اور قول جمہور امامیہ اسکے خلاف ہے لیکن بر تقدیر صحت روایت بھی کوئی قدح ہمارے قول مین نہین واقع ہوتی کیونکہ ظاہر ہے کہ اس روایت مین باعتبار قرائن صحیحہ ارتداد عن الاستقامۃ والعمل الصالح مراد ہے جیسا کہ بخاری و مسلم مین ارتداد صحابہ کے بارے مین بہت سی حدیثین مروی ہین اور از انجملہ یہ ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ترد علی یوم القیمۃ رہط من اصحابی فیحلون عن الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انہم ارتدوا علی ادبارہم القہقری ان احادیث کی شرح مین مشہور شارح قاضی عیاض فرماتے ہین ہم صنفان المرتدون عن الاستقامۃ والعمل الصالح والمرتدون عن الدین۔ قاضی ممدوح کا یہ قول ابن حجر نے فتح الباری مین اور نووی نے شرح مسلم مین بھی نقل کیا ہے شرح احادیث حوض ملاحظہ ہو ۱۲

لہ بخاری مع فتح ابن حجر پارہ ۲۶ ص ۲۱۲ ۱۲

شیخ صدوق نے اپنے رسالۂ اعتقادیہ مین صحابہ کے بارے مین یہ عقیدہ ظاہر فرمایا ہی
فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - جو لوگ ایمان لائے اور انھون نے رسول خدا کی رفاقت و نصرت کی اور قرآن کے متبع رہے وہ رستگار ہوے اور اپنی مراد کو پونہچے -

حسن اتفاق دیکھیے حشویہ کو چھوڑکر محققین اہل سنت وجماعت کا بھی صحابہ کے باب مین بعینہ یہی اعتقاد ہی چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ مین ناقل ہین -

قَالَ الْمَازِرِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُرْهَانِ لَسْنَا نَعْنِیْ بِقَوْلِنَا الصَّحَابَةُ عُدُوْلٌ کُلُّ مَنْ رَاٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا مَّا اَوْ زَارَهٗ لِمَامًا اَوِ اجْتَمَعَ بِهٖ لِغَرَضٍ مَّا وَانْصَرَفَ عَنْ کَثَبٍ وَاِنَّمَا نَعْنِیْ بِهِ الَّذِیْنَ لَازَمُوْهُ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (مطبوعۂ کلکتہ جلد ا صفحہ ۱۱)

اور علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے ہین -

اِنَّ مَا وَقَعَ بَیْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ الْمُحَارَبَاتِ وَالْمُشَاجَرَاتِ عَلَی الْوَجْهِ الْمَسْطُوْرِ فِیْ کُتُبِ التَّوَارِیْخِ وَالْمَذْکُوْرِ عَلٰی اَلْسِنَةِ الثِّقَاتِ یَدُلُّ بِظَاهِرِهٖ عَلٰی اَنَّ بَعْضَهُمْ قَدْ حَادَ عَنْ طَرِیْقِ الْحَقِّ وَبَلَغَ حَدَّ الظُّلْمِ وَالْفِسْقِ وَکَانَ الْبَاعِثُ لَهُ الْحِقْدَ وَالْعِنَادَ وَالْحَسَدَ وَاللِّدَادَ وَطَلَبَ الْمُلْكِ وَالرِّیَاسَةِ وَالْمَیْلَ اِلَی اللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ اِذْ لَیْسَ کُلُّ صَحَابِیٍّ مَعْصُوْمًا وَلَا کُلُّ مَنْ لَقِیَ النَّبِیَّ بِالْخَیْرِ مَوْسُوْمًا اِلَّا اَنَّ الْعُلَمَاءَ لِحُسْنِ ظَنِّهِمْ بِاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرُوْا لَهَا مَحَامِلَ وَتَاْوِیْلَاتٍ بِهَا تَلِیْقُ وَذَهَبُوْا اِلٰی اَنَّهُمْ مَحْفُوْظُوْنَ عَمَّا یُوْجِبُ التَّضْلِیْلَ وَالتَّفْسِیْقَ صَوْنًا لِعَقَائِدِ الْمُسْلِمِیْنَ عَنِ الزَّیْغِ وَالضَّلَالَةِ فِیْ حَقِّ کِبَارِ الصَّحَابَةِ سِیَّمَا الْمُهَاجِرِیْنَ مِنْهُمْ وَالْاَنْصَارِ وَالْمُبَشَّرِیْنَ بِالثَّوَابِ فِیْ دَارِ الْقَرَارِ (صفحہ ۳۰۷ جلد ۲ مطبوعۂ قسطنطینیہ)

شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ مین فرماتے ہین

نزد اہل سنت عصمت خاصۂ انبیاست صحابہ را معصوم نمی دانند ولہذا جناب امیر و شیخین بعضے از صحابہ را زیر حد قذف گرفتہ اند و کعب بن مالک و مرارۃ بن ربیع و ہلال بن امیہ را کہ دو کس از ایشان حاضران غزوہ بدر بودند در سزاے تخلف از غزوۂ تبوک تا پنجاہ روز مطرود و مغضوب داشتہ اند و ماعز اسلمی را رجم فرمودہ اند و بسیارے را تعزیر و حد شرب خمر جاری فرمودہ" (صفحہ ۵۰۷ مطبوعۂ لکھنؤ ۱۲۹۵ھ)

ایک اور جگہ بھی جہان شاہ صاحب ممدوح نے اوس روایت مسلم و ترمذی سے بحث کی ہی جس مین ہی کہ امیر معاویہ نے سعد بن ابی وقاص سے کہا "ما منعک ان تسب ابا تراب" تم کیون نہین علی کو سب و شتم کرتے ہو" اون لوگون کی تردید کرکے جو اس قول امیر شام کی تاویل کرتے ہین فرمایا ہی

"بلکہ بہتر ہمین ست کہ این لفظ را بر ظاہرش جاری باید داشت نہایت کار آنکہ ارتکاب این فعل شنیع یعنی سب و امر سب از معاویہ بن ابی سفیان لازم خواہد آمد و لیس ہذا باول قارورۃ کسرت فی الاسلام چہ مرتبہ سب کمتر از قتل و قتال ست لِمَا رُوِیَ فِی الْحَدِیْثِ سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ و ہرگاہ قتال و امر بالقتال یقینی الصدور ست ازان گزیر نیست بالجملہ اصلح ہمین ست کہ وی را مرتکب کبیرہ باید دانست و زبان از طعن و لعن بند باید نمود و الا کما یُقَالُ فِیْ مَنْ زَنٰی وَمَنْ شَرِبَ مِنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ و ہر جا خطای اجتہادی را دخل دادن خالی از سماحت نیست"۔
(فتاوی عزیزیہ صفحہ ۲۳۰ مطبوعۂ مجتبائی)

جملۃ الصحابۃ کلہم عدول" کوئی آیت یا حدیث نہین بلکہ محدثین کا قول ہی جس کو وہ فن اصول حدیث مین تعدیل طبقات رواۃ کے موقع پر لاتے ہین اور اون کا مقصود اس سے یہ ہوتا ہی کہ وہ صحابہ جنھون نے حدیثین روایت کی ہین روایت حدیث مین عدول ہین چنانچہ مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی رحمہ اللہ اس سوال کے جواب مین

کہ در عقیدۂ اہل سنت ست الصحابۃ کلہم عدول مراد از عدالت چیست فرماتے ہین این عقیدہ نہ در کتب قدمیہ عقائدست نہ در کتب علم کلام بلکہ این فقرہ را محدثین در اصول حدیث بمقام بیان تعدیل طبقات رواۃ می آرند کسے کہ آن را در عقائد درج کردہ است از ہمانجا آوردہ باشد و مراد از عدالت پرہیز کردن از قصد کذب در روایت است و فی الحقیقۃ - تمام صحابہ متصف بعدالت کذائی بودند و کذب علی النبی را اشد گناہ می پنداشتند" (مجموعۂ فتاوی جلد سوم صفحہ ۱۲ مطبوعۂ مطبع انوار محمدی)

اور علامہ سخاوی فتح المغیث مین لکھتے ہین قَالَ ابْنُ الْاَنْبَارِیِّ لَیْسَ الْمُرَادُ بِعَدَالَتِہِمْ ثُبُوْتُ الْعِصْمَۃِ لَہُمْ وَاسْتِحَالَۃُ الْمَعْصِیَۃِ مِنْہُمْ وَاِنَّمَا الْمُرَادُ قَبُوْلُ رِوَایَاتِہِمْ مِنْ غَیْرِ تَکَلُّفِ الْبَحْثِ عَنْ اَسْبَابِ الْعَدَالَۃِ وَطَلَبِ التَّزْکِیَۃِ اِلَّا اَنْ یَّثْبُتَ اِرْتِکَابُ قَادِحٍ وَلَمْ یَثْبُتْ ذٰلِکَ (منقول ظفر الامانی مولانا عبد الحی)

اس موقع پر یہ امر بھی قابل گزارش ہی کہ آخر عدالت کذائی کیون تسلیم کی گئی اس مصلحت کو فخر المتکلمین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ان الفاظ مین ظاہر فرماتے ہین "اما ماموریم بکف لسان از مساوی ایشان (صحابہ) و ممنوعیم از سب و طعن ایشان تعبدا برائے مصلحتے وآن مصلحت آن ست کہ اگر فتح باب جرح در ایشان کردہ شود روایت از حضرت پیغامبر منقطع گردد و در انقطاع روایت برہم خوردن ملت ست" (وصیت نامہ صفحہ ۹ مطبوعہ دہلی)

اور یہ قول تنہا شاہ صاحب ممدوح ہی کا نہین بلکہ اکثر محققین نے اس مصلحت کو مختلف عنوان سے ظاہر فرمایا ہی المختصر یہ امر ثابت ہو گیا کہ صحابہ کی نسبت بالاجمال جو ہمارا قول ہی وہی اہل سنت کا بھی ہی پس اس صورت مین ظاہر ہی کہ اس باب مین جو الزام فرقۂ امامیہ پر لگایا جاتا ہی وہ تحکم اور خلاف انصاف ہی

چوتھا الزام - "روافض ایمۂ اثنا عشر کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل بلکہ عالم الغیب

مالک، قضا و قدر جانتے ہین یہ الزام بھی صحیح نہین ہی کیونکہ امامیہ کے نزدیک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع مخلوقات ملائکہ وجن وانس سے افضل واشرف ہین بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر جو شخص کہے کہ علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہین وہ شخص امامیہ کے نزدیک کافر ہی معہذا امامیہ ہرگز اسکے قائل نہین کہ ایمہ علیہم السلام عالم الغیب ہین۔ سوا ذات مقدس باری تعالی کے وہ کسی کو عالم الغیب نہین جانتے انبیا واولیا صلوات اللہ علیہم اجمعین نے از روی اعجاز جو بعض واقعات وحوادث کی قبل اون کے وقوع وحدوث کے خبر دی ہی فرقۂ امامیہ کے نزدیک یہ بھی باعتبار اعلام الٓہی ہی نہ باعتبار غیب حقیقی[1]

فرقۂ غلات جو علی کو خدا کہتے ہین اور فرقۂ مفوضہ جو محمد مصطفےٰ اور علی مرتضی کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ خدا نے۔ امر خلق ورزق ان حضرات کو تفویض کر دیا ہی فرقۂ امامیہ کے نزدیک یہ دونون فرقے یعنی غلات ومفوضہ کافر ومشرک مثل سگ خوک کے نجس ہین[1]۔ حدیقۂ سلطانیہ مین ہی۔

کہ از حضرت امام رضا علیہ السلام منقول است کہ غالیان کافر مطلق اند ومفوضہ مشرکین اند کسیکہ بآنہا مجالست وہم نشینی کند یا بآنہا مخالطت کند یا باایشان چیزے خورد یا بیاشامد یا صلہ نسبت باایشان بعمل آرد یا بآنہا مناکحت کند یا آنہا را امانت دار قرار دہد یا امانت آنہا را نزد خود نہد یا حدیث آنہا را تصدیق کند یا اعانت آنہا نماید اگرچہ بیک کلمہ یا بعض کلمہ باشد از ولایت ودوستی خدای عز وجل ودوستی رسول خدا واہل بیت آنحضرت بدر میرود۔

اور صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہین۔

اِعْتِقَادُنَا فِی الْغُلَاۃِ وَالْمُفَوِّضَۃِ اَنَّھُمْ کُفَّارٌ بِاللّٰہِ جَلَّ اسْمُہٗ شَرٌّ مِّنَ الْیَھُوْدِ و

---

[1] کتب عقائد امامیہ یا کم از کم حدیقۂ سلطانیہ وحق الیقین ملاحظہ ہون ۱۲ [1] تحفۂ اثنا عشریہ جلد اول صفحہ ۱۵۹ ۱۲

النَّصَارٰى وَالْمَجُوسِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَالْحَرُورِيَّةِ وَمِنْ جَمِيعِ اَهْلِ الْبِدَعِ وَالْاَهْوَاءِ الْمُضِلَّةِ۔
غرض جس شخص نے کتب امامیہ پر دانشمندانہ نظر ڈالی ہو وہ جانتا ہو کہ ہمارے ایمۂ اطہار اور علماے نامدار نے ابتدا سے غلات و مفوضہ کے عقائد فاسدہ کے ابطال کو ہمیشہ لازمی طور پر ملحوظ نظر رکھا ہو چنانچہ علامہ ابن خلدون مغربی نے بھی ہمارے پیشوایان مذہب کی اس سعی مشکور کی داد ان الفاظ مین دی ہو وَقَدْ كَفَانَا مُؤْنَةَ هٰؤُلَاءِ الْغُلَاةُ اَئِمَّةُ الشِّيْعَةِ فَاِنَّهُمْ لَا يَقُوْلُوْنَ بِهَا وَيُبْطِلُوْنَ اِحْتِجَاجَاتِهِمْ (مقدمۂ ابن خلدون مطبوعۂ مصر صفحہ ۱۱۸)

چوتھا الزام۔ اس الزام کو ہم ترجمۃً شاہ عبد العزیز دہلوی کی زبان سے نقل کرتے ہین فرماتے ہین "اثنا عشریہ کا قول ہو کہ قرآن مجید جو مسلمانون کے ہاتھ مین موجود ہو تمام کلام اللہ نہین ہو بلکہ بعض الفاظ زائد لوگون نے اس مین داخل کر دیے ہین اور یہ کہ وہ پورا قرآن جو رسول اللہ پر نازل ہوا تھا اور تا حین حیات رسول اللہ باقی تھا یہ نہین ہے بلکہ بہت سی آیتین اور سورتین اس سے ساقط کر دی گئی ہین"[ا]۔

ہم کو اس الزام کے بارے مین کمال افسوس کے ساتھ یہ ظاہر کرنا پڑتا ہو کہ یہ وہ الزام ہے جس کے جواب مین غفران مآب مولا سید دلدار علی صاحب طاب ثراہ فرماتے ہین کہ "کذب ست صریح و بہتانے ست فضیح"[۲]۔ خیر اب ہم اس بحث کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہین۔ اصل امر یہ ہو کہ جمہور امامیہ اور اہل سنت و جماعت قرآن مجید کے باب مین درحقیقت جو امر حق ہو اور بدلیل قطعی ثابت ہو اوسی کا اعتقاد رکھتے ہین یعنی یہ کہ قرآن مجید ہر طرح کی نقص و زیادتی سے پاک ہو اور کسی قسم کی تحریف و تغییر اُسمین واقع نہین ہوئی

ا تحفۂ اثنا عشریہ ۱۲   ۲ صوارم الآلٰہیات ۱۲

مولانا و سیدنا سید ولد ارعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد تقریر دلائل فرماتے ہین فَهٰذَا الَّذِی تَلَوْنَا عَلَیْكَ مِنْ
كَلَامِ الْاَصْحَابِ يَشْهَدُ عَلَىٰ اٰبَيْنِ الْوُجُوْهِ اَنَّ مَا قُلْنَا بَقِيَ اَثَرُهَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ مِنْ وَقْتِ الرَّسُوْلِ
صلعم اِلٰى زَمَانِنَا هٰذَا هُوَ الْمُطَابِقُ لِلْحَقِّ وَالصَّوَابِ (عماد الاسلام ج ۳ ص ۳۳) البتہ سنیون اور شیعون
کے بعض راویون نے فریب کھایا ہی اور فریقین کے کتب احادیث مین معدودے
چند ایسے ضعیف و آحاد روایتین پائی جاتی ہین کہ اگر اون کو عامیانہ نگاہون سے
دیکھا جائے تو یہ متوہم ہوتا ہی کہ فرقان حمید کے بعض الفاظ یا آیات متغیر و
منقوص ہین لیکن فریقین کے علمای محققین اور ناقدان بصیر نے ان روایات
کی بے اعتباری کو بوجہ احسن ثابت کر دیا ہی چنانچہ شاہ سلامت اللہ صاحب شاگرد
رشید شاہ عبد العزیز دہلوی اپنی کتاب معرکۃ الآراء مین فرماتے ہین کہ "باتفاق جمہور
فریقین (یعنی سنی و شیعہ) ثابت ست کہ انچہ ما بین الدفتین ست از عہد رسالت مآب
علیہ الصلوٰۃ والسلام با جمیع خصوصیات حتی الحروف والحرکات والسکنات منقول
بالتواتر ست پس انچہ از بغوی در ذیل تفسیر کریمہ لٰكِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ الآیۃ
و از مستدرک حاکم در خصوص کریمہ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا
الآیۃ نقل کردہ (یعنی مناظر شیعی برای الزام مخاطب سنی) این چنین روایات شاذہ
معارض دلیل قطعی نمی تواند شد۔

اور مولوی رحمۃ اللہ مہاجر رحمہ اللہ اپنی کتاب اظہار الحق مین فرماتے ہین
وَاَمَّا الْجَوَابُ عَنْهُ تَحْقِيْقًا فَلِاَنَّ الْقُرْاٰنَ الْمَجِيْدَ عِنْدَ جُمْهُوْرِ عُلَمَاءِ
الشِّيْعَةِ الْاِمَامِيَّةِ الْاِثْنَا عَشَرِيَّةِ مَحْفُوْظٌ عَنِ التَّغْيِيْرِ وَالتَّبْدِيْلِ وَمَنْ قَالَ

لہ ہمنے قصداً اس جگہ اہل سنت کی کتابون سے ایسی روایتون کے نقل کرنے سے اعراض کیا ہی جسکو ہمارا
قول مستبعد معلوم ہوتا ہو کم از کم اتقان سیوطی کو دیکھکر تعجب دفع کرے مسلم و بخاری و موطا و تفسیر
در منثور و کنز العمال و معالم التنزیل و غیرہم مین ہی جستہ جستہ ایسی روایتین پائی جاتی ہین۔

منہم بوقوع النقصان فیہ فقولہ مردود وغیر مقبول عندھم بعد ازین اپنے
اس قول کی تائید مین شیخ صدوق و علامہ طبری و سید مرتضی کے اقوال کو نقل فرما کر
لکھا ہے قال القاضی نور اللہ الشستری الذی ھو من علمائھم المتشددین
فی کتابہ المسمی بمصائب النواصب مانسب الی الشیعۃ الامامیۃ بوقوع
التغیر فی القرآن لیس مما قال بہ جمہور الامامیۃ انما قال بہ شرذمۃ
قلیلۃ منھم لا اعتداد بھم فیما بینھم پھر ملا صادق[لہ] شارح کافی کا تائیدی قول
نقل کر کے لکھتے ہین وقال محمد بن الحسن الحر العاملی ھو من کبار المحدثین
فی الفرقۃ الامامیۃ فی رسالۃ کتبھا فی رد بعض معاصریہ ہر کسے کہ تتبع اخبار
وتفحص تواریخ و آثار نمودہ بعلم یقینی می داند کہ قرآن در غایت و اعلی درجہ تواتر بودہ
و آلاف صحابہ حفظ و نقل می کردند آن را و در عہد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجموع
ومؤلف بود (صفحہ ۷٦ و ۷۷ جلد ۲ مطبوعۂ قسطنطنیہ)

یہ دونون بزرگوار یعنی شاہ سلامت اللہ صاحب و مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مشاہیر
علمای اہل سنت و جماعت مین ہین ان حضرات کی شہادت اگرچہ ہمارے بیان کی
تصدیق کے لیے کافی ہے لیکن مزید اطمینان کی غرض سے ہم اپنے علمای اعلام کے
اور بھی چند اقوال پسندیدہ اس جگہ نقل کرتے ہین۔ علامہ طبرسی نے اس ثبوت کے
سلسلے مین کہ قرآن مجید علی ما ھو علیہ الان متواتر ہے اور اوسمین کوئی نقص و تغیر
واقع نہین ہوا سید مرتضی کے چند اقوال لکھے ہین از انجملہ لکھتے ہین۔

وذکر ایضا رضی اللہ عنہ (یعنی سید مرتضی) ان القرآن کان علی عھد

لہ یہ شرح جس سے کہ مولوی رحمۃ اللہ نے اس جگہ عبارت نقل کی ہے ملا صادق کی نہین بلکہ
فضائل علی خان صوفی کی ہے مولوی صاحب موصوف اور مولوی حیدر علی صاحب اور شاہ عبد العزیز
صاحب وغیرہم نے ناواقفی سے اس شرح کو ملا صادق کی طرف منسوب کیا ہے۔ ۱۲

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْمُوْعًا مُؤَلَّفًا عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ الْاٰنَ وَ
اسْتَدَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ الْقُرْاٰنَ كَانَ يُدْرَسُ وَيُحْفَظُ جَمِيْعُهٗ فِيْ ذٰلِكَ
الزَّمَانِ حَتّٰى عَيَّنَ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ فِيْ حِفْظِهِمْ لَهٗ وَاَنَّهٗ كَانَ يُعْرَضُ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُتْلٰى عَلَيْهِ وَاِنَّ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ مِثْلُ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَغَيْرِهِمَا خَتَمُوا الْقُرْاٰنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةَ خَتَمَاتٍ وَكُلُّ ذٰلِكَ يَدُلُّ بِاَدْنٰى تَاَمُّلٍ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ
مَجْمُوْعًا مُؤَلَّفًا مُرَتَّبًا غَيْرَ مَبْتُوْرٍ وَمَبْثُوْثٍ وَذَكَرَ اَنَّ مَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ
مِنَ الْاِمَامِيَّةِ وَالْحَشْوِيَّةِ لَا يُعْتَدُّ بِخِلَافِهِمْ فَاِنَّ الْخِلَافَ مُضَافٌ[1] اِلٰى قَوْمٍ
مِّنْ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ نَقَلُوْا اَخْبَارًا ضَعِيْفَةً ظَنُّوْا صِحَّتَهَا لَا يَرْجِعُ بِمِثْلِهَا عَنِ
الْمَعْلُوْمِ الْمَقْطُوْعِ عَلٰى صِحَّتِهٖ (تفسیر مجمع البیان طبرسی جلد ا صہ مطبوعہ ایران)

جناب سید العلما مولوی السید حسین حدیقہ سلطانیہ میں فرماتے ہیں

دبیان امر ثانی یعنی سہولت اثبات تواتر قرآن مجید و مصحف حمید بنا بر طریقۂ اہل حق
پس ازین راہ راست کہ زمان ایمہ اثنا عشر علیہم السلام امتداد کشید واز سیرت
و عمل حضرات درین مدد متطاولہ بجز تصدیق و تسلیم قرآنیت ما فی الدفتین امرے
دیگر بظہور نہ پیوستہ بلکہ در کتابت و تلاوت و اظہار فضل و کرامت و بیان
فضائل و مثوبات سورہا و آیات و مقام احتجاج بر خصام و استناد بر احکام واحداً
بعد واحد مدار کار برین مصاحف بود و تعویل و اعتماد بران نمودہ اند و لہٰذا
الرُّوَاةُ عَنْهُمْ وَنَقَلَةُ الْاٰثَارِ مِنْهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ كَانُوْا مُتَّفِقِيْنَ وَ

---

[1] ایسے موقع پر اخبار آحاد کو رد کرنا اہل سنت کا بھی ضابطہ ہے چنانچہ اتقان میں ہے حکی القاضی
ابو بکر فے الانتصار عن قوم انکار ہذا الضرب لان الاخبار فیہ اخبار آحاد ولا یجوز القطع علی انزال
قرآن ونسخہ باخبار الآحاد لا حجۃ فیہا (جلد ۲ صفحہ ۲۷)

مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰی نَقْلِ ذٰلِكَ (اِلٰی اَنْ قَالَ) واخبار عرض احادیث مشکوکہ بر قرآن بسیار ست وازان لائح می شود کہ قرآن مجید معیار صدق وکذب آن اخبار است واگر ریبے دران می بود عرض بران عبث می شد بالجملہ قَدْ تَعَاضَدَتْ كَلِمَاتُهُمْ وَتَوَاتَرَتْ رِوَايَاتُهُمْ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى بِحَيْثُ لَا يَشُكُّ فِيْهِ وَلَا رَيْبَ يَعْتَرِيْهِ وَاِذَا ثَبَتَ اِعْتِبَارُ الْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلٰى ذٰلِكَ وَاسْتِنَادُهُمْ وَدَلْوُهُمْ اِلَيْهِ فَقَدْ زَالَ اِحْتِمَالُ الزِّيَادَةِ وَالْاِلْحَاقُ وَتَوَهُّمُ الْاِخْتِلَاقِ وَفَوْقُهُمْ وَتَقْرِيْرُهُمْ وَفِعْلُهُمْ حُجَّةٌ بِالْاِتِّفَاقِ فَنِعْمَ الْوِفَاقُ (ص ۱۰۶ و ۱۰۷ مطبوعہ تا ۱ سوم)

علامہ مرزا محمد دہلوی نزہہ مین فرماتے ہین ۔

در وجوب عمل بکلام اللہ متداول نزد امامیہ خلافے نیست نیز امامیہ اعتقاد دارند کہ جمیع کتاب اللہ متداول در اعلی درجات بلاغت ست لحنے وسقمے وغلطی دران واقع نیست اجماع امامیہ برین معنے واقع ست (نزہہ جلد ۴ صفحہ ۴۰۵)۔

اب اس سے زیادہ میرے نزدیک اس مبحث مین طول مقال کی ضرورت نہین اور ہم امید کرتے ہین کہ آیندہ ہمیشہ اہل عقل وعلم ہمکو اس الزام بیجا سے معاف رکھینگے

پانچوان الزام ہم تاسف کے ساتھ نقل کرتے ہین اسلیے کہ ہم نہین چاہتے تھے کہ ایسی عامیانہ افواہون پر توجہ کرین لیکن مولوی حیدر اللہ خان کوئی بزرگوار ہین اون کی تحریر نے ہمین مجبور کر دیا اور لامحالہ اس الزام کے متعلق بھی ہمین کچھ لکھنا پڑا مولوی صاحب موصوف نے امام غزالی کے رسالۂ التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ کا ترجمہ کیا ہی اور اوسے چھپوایا ہی اوسمین ایک جگہ متن کی عبارت یہ ہے ”جو شخص کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف فاحشہ ہونے کی نسبت کرے حالانکہ قرآن کریم اُنکی پاکی وعصمت پر نازل ہو چکا ہی تو وہ شخص کافر ہی“۔

اس عبارت پر مولوی صاحب موصوف نے فٹ نوٹس مین یہ حاشیہ چڑھایا ہی ۔

جیسے کہ شیعہ بدکردار منافقین کے اتباع سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف نسبت کرتے ہین" (صفحہ ۷۳)

سُبحانَکَ ہٰذا بُہتانٌ عَظیمٌ مولوی صاحب کو اطمینان کے ساتھ تحقیق کر لینا لازم ہی کہ جناب سامی اپنے اس قول مین صادق نہین ہین کیونکہ باتفاق فرقۂ شیعہ کا یہ قول ہے کہ تمام امہات المومنین اور ہر نبی کی بیوی پاکدامن و پارسا ہین اور چونکہ بالتخصیص حضرت عائشہ کی پاک دامنی و پارسائی پر قرآن مجید شاہد عادل ہے اس لیے امامیہ اس کے قائل ہین کہ حضرت عائشہ کی پارسائی مین شک کرنا کفر ہی شیعہ اور شیعون کی مذہبی کتابین دنیا مین موجود ہین جو ہمنے بیان کیا اگر اس کے خلاف ثابت ہو تو البتہ شیعہ اسکے سزاوار ہین کہ اون کو بدکردار اور کافر بنایا جائے ورنہ مولوی صاحب ممدوح اور اون لوگون کو جو مولوی صاحب کے ہم زبان ہون خوب سمجھ لینا چاہیے کہ خواہ مخواہ مسلمانون کی کسی جماعت کو بدکردار و کافر کہنا بالکل شان اسلام کے خلاف ہی۔ غرض شیعون پر یہ الزام ہرگز عائد نہین ہوسکتا البتہ یہ امر مسلم ہے کہ شیعہ ام المومنین عائشہ کے اس طرز عمل پر نکتہ چینی ضرور کرتے ہین کہ وہ ناحق حضرت علی سے لڑین اور ہنگامۂ جنگ و جدال گرم کیا مگر اہل سنت و جماعت بھی ان واقعات کو تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تمام محاربات و مشاجرات مین علی حق پر تھے اور اون کے مقابل خطا پر چنانچہ مولوی صدیق حسن خان حجج الکرامہ مین لکھتے ہین کہ

ور اشاعرہ گفتہ کہ حق در جمیع فتن واقعہ میان صحابہ با علی کرم اللہ وجہہ بود و وے مصیب بود و غیر وے مخطی لِقولِہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ مَعَ القُرآنِ وَ القُرآنُ مَعَہٗ و قول وے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علی با حق ست ہر جا کہ باشد و

قول وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے علی مقاتلہ کنی برتاویل قرآن چنانکہ مقاتلہ کردم برتنزیل وے وفرمود زبیر را قتال کنی تو با علی وتو ظالم باشی او را وفرمود مخبر نشد عمار میان دو امر مگر آنکہ اختیار کرد راشد تر از ان ہر دو وفرمود بکشند او را فئہ باغیہ وعمار ہمراہ علی بود در صفین وکشتہ شد از دست اصحاب معاویہ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ بھوپال۔

اور خطط مین علامہ مقریزی نے جہان امام ابوالحسن اشعری کے مجملا عقائد نقل کیے ہین لکھا ہی۔

قَالَ اَبُو الحَسَن الاَشعَرِی وَلَا اَقُولُ فِی عَائِشَۃَ رض وَطَلحَۃَ رض وَالزُّبَیرِ رض اِلَّا اَنَّھُم رَجَعُوا عَنِ الخَطَاءِ وَاَقُولُ اِنَّ طَلحَۃَ وَالزُّبَیرَ مِنَ العَشرَۃِ المُبَشَّرَۃِ بِالجَنَّۃِ وَاَقُولُ فِی مُعَاوِیَۃَ وَعَمرِو بنِ العَاصِ اَنَّھُمَا بَغَیَا عَلَی الاِمَامِ الحَقِّ عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُم فَقَاتَلَھُم مُقَاتَلَۃَ اَھلِ البَغیِ وَاَقُولُ اِنَّ اَھلَ النَّھرِ وَانِ الشُّرَاۃِ ھُمُ المَارِقُونَ عَنِ الدِّینِ وَاَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ کَانَ عَلَی الحَقِّ فِی جَمِیعِ اَحوَالِہٖ وَالحَقُّ مَعَہٗ حَیثُ دَارَ فَھٰذِہٖ جُملَۃٌ مِن عَقِیدَتِہِ الَّتِی عَلَیھَا الاٰنَ جَمَاھِیرُ اَھلِ الاَمصَارِ الاِسلَامِیَّۃِ وَالَّتِی جَھَرَ بِخِلَافِھَا اُرِیقَ دَمُہٗ

(صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ مصر جلد ۲)

بس فرق اتنا ہے کہ اہل سنت اب ان واقعات کی کرید اور چھان بین نہین کرتے بلکہ جہان تک ممکن ہوتا ہی کوئی عمدہ سی تاویل بھی کر دیتے ہین اور شیعہ ایسا نہین کرتے بلکہ وہ ان تمام واقعات پر نکتہ چینیان کرتے ہین میرے نزدیک اس بارے مین اہل سنت وجماعت کی مصلحت آمیز رای پسندیدہ ہی اور لائق عمل ہے سنیون اور شیعون کا یکسان عقیدہ کہ اِنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ کَانَ عَلَی الحَقِّ فِی جَمِیعِ اَحوَالِہٖ وَالحَقُّ مَعَہٗ حَیثُ دَارَ

نہایت صحیح اور دل مین جگہ دینے کے لائق ہے بس زیادہ گفت وشنید
کی ضرورت ہی کیا ہے۔

اب ہم اپنے سلسلۂ تقریر کو ختم کرتے ہین اور امید ہے کہ حضرات سنی وشیعہ
اس مختصر کتاب کو بغور ملاحظہ فرماکر اوس سے مفید اتفاق واتحاد نتائج
اخذ کرینگے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

غضنفر علی
مقام پرپانوان
ضلع پرتاب گڈھ
دسمبر ۱۹۰۳ء

تمت

ضمیمہ حسن اخلاق

رسالہ حسن اخلاق قریب قریب پورا چھپ چکا تھا کہ ہمارے بعض احباب نے اصرار کے ساتھ یہ رای ظاہر کی کہ تمام عربی عبارتون کا ترجمہ کر دینا لازم تھا لیکن افسوس، ہی کہ اب ہم اُنکے اصرار و خواہش کے موافق بجز اسکے اور کوئی ترمیم نہین کر سکتے کہ جن عبارتونکے ترجمے کی زیادہ ضرورت سمجھی گئی ہی اُنکا محصل ترجمہ بطور ضمیمہ کے رسالہ حسن اخلاق کے آخر مین شامل کیے دیتے ہین -

صفحہ ۴ سطر ۱ عبارت اسد الغابہ کانت بیعۃ ابی بکر الخ یعنی بروز وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقیفہ مین حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت ہوئی پھر دوسرے دن عام طور پر مسلمانون نے انکے ہاتھ پر بیعت کی لیکن حضرت علیؓ اور بنو ہاشم اور زبیرؓ اور خالدؓ بن سعید اور سعدؓ بن عبادہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے کنارہ کشی کی۔ پھر ان سب نے سوا سعد بن عبادہ کے بعد وفات فاطمہ زہرا بیعت کر لی۔ چھ مہینے تک یعنی حضرت فاطمہ کی زیست مین ان مین سے کسی نے بیعت نہین کی تھی (علامہ ابن اثیر جزری فرماتے ہین) کہ صحیح روایت یہی ہی باقی جو اسکے خلاف اقوال ہین وہ ضعیف ہین اور صحیح نہین ہین انتہی (سعد بن عبادہ نے عہد عمر فاروق مین وفات پائی انھون نے حضرت ابوبکر و عمر کسی کے ہاتھ پر بیعت نہین کی مورخین نے لکھا ہی کہ سفر شام مین انھین جنون نے تیر سے ہلاک کیا ملا عبد العلی بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین کہ مرنے کے بعد سعد کا بدن سبز ہو گیا تھا یہ حضرت عمر کی دعای بد کا اثر تھا سعد اہل بدر مین سے تھے)۔

صفحہ ۵ سطر ۲ روایت مسلم وکان لعلی من الناس جہۃ الخ یعنی حضرت فاطمہ کی زیست مین لوگ حضرت علیؓ کے احترام کا پاس و لحاظ رکھتے تھے لیکن جب حضرت فاطمہ نے وفات پائی تو یہ رو داری بھی جاتی رہی اور لوگون کے چہرون سے اجنبیت و نا آشنائی کے آثار مشاہدہ ہونے لگے اب حضرت علی کو حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اور اون سے مصالحت کی ضرورت لاحق ہوئی ورنہ ان چھ مہینے تک وہ بیعت سے دست کش رہے تھے

صفحہ ۵ سطر ۴ روایت صحیح بخاری کا بھی ترجمہ یہی ہی -

صفحہ ۷ سطر ۸ عبارت علامہ تفتازانی وفی ارسال ابی بکر الخ یعنی حضرت ابوبکر و عمر کا ابو عُبیدہ بن الجراح کو حضرت علی کے پاس بطور ایلچی بھیجنا عجیب لطیف سفارت ہی اس واقعہ کو معتمد راویون نے باسناد صحیح نقل کیا ہی جانبین سے خوب خوب گفتگو ہوئی ہی اور حضرت عمر اور حضرت علی کے سوال و جواب کسی قدر درشت کلامی کی حد تک

بھی ہو چکے ہین انجام کار یہ ہو کہ حضرت علی حضرت ابوبکر و عمر کے پاس آئے اور بیعت کی لیکن جب اس جلسے سے
اٹھکر چلے تو فرمایا کہ مبارک ہو وہ امر جسنے مجھے آزردہ اور تمھین خوش کیا۔

صفحہ ۸ سطر ۳ عبارت کتاب الوافی اعلم ان بعد الخ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی وفات کے بعد خلافت کے
بارے مین تین گروہ ظاہر ہوے ایک انصار انکا یہ قول تھا کہ خلافت انصار مین ہونا چاہیے وہ اپنی جماعت مین سے ایک
شخص کو جو اُن مین سب سے افضل ہو باہم مشورہ کر کے منتخب کر لین تمام انصار اور مہاجرین کا میلان اسی طرف تھا اور
سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ انصار کی دلیل یہ تھی کہ ہماری نصرت سے دین شائع ہوا ہو چنانچہ حباب
بن المنذر نے سقیفہ کے مجمع مین قریش کی منازعت دیکھکر اُنسے کہا کہ اچھا ایک امیر تم مین سے ہو اور ایک ہم مین سے
اور پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر قریش اس مصالحت کو نہ تسلیم کرین تو اُنکو اپنے شہر سے نکالدو کیونکہ تمھاری
ہی تلوار کے سبب سے لوگون نے اس دین حق کے آگے سر جھکایا ہی تم ابتدای حالت پھر پیدا کر سکتے ہو یعنی تلوار کا
زور دکھانا کیونکہ ہمین اہل اسلام کے مامن و پشت پناہ ہین۔

دوسرا گروہ قریش کا تھا اور اُنکا ادعا تھا کہ خلافت قریش کا حق ہی قریش مشورہ کر کے اپنے گروہ مین سے فاضلتر
شخص کو انتخاب کرین اور ہمیشہ یہ منصب قریش ہی مین رہے۔ اور اُنکی دلیل جیسا کہ ابوبکر صدیق نے بیان کیا یہ تھی کہ
ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور خاندان والے ہین اور اسلیے خلافت نبوی کے لیے احق ہین۔ اور انصار سے
مخاطب ہو کر کہا کہ بیشک تمکو حق سبقت و نصرت حاصل ہی ہم مین امارت و خلافت رہے اور تم مین وزارت و نیابت
حضرت عمر نے اُنکے اس قول سے اتفاق راے ظاہر کیا اور انصار سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ نے تمہارے بارے
مین رعایت و مراعات ملحوظ رکھنے کی ہمسے وصیت فرمائی ہی چنانچہ تم اسے خوب جانتے ہو پس اگر امر خلافت تم سے
متعلق ہوتا تو ظاہر ہی کہ آنحضرت اسکے برعکس عمل فرماتے یعنی ہمارے بارے مین تم سے وصیت فرماتے۔

تیسرا گروہ بنی ہاشم کا تھا اور اُنکا دعوی تھا کہ خلافت خاندان رسالت یعنی بنی ہاشم کا حق ہی اور بنی ہاشم
مین سے بھی وہ شخص خلیفہ ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب تر عزیز ہو چنانچہ علی بن ابی طالب بر بنای قرابت
قریبہ و پیمان ولی عہدی خلافت کے طلبگار رہتے تھے اور اونکی دلیل یہ تھی کہ ابتداے دعوت اسلام مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سر برآوردگان قریش کو جمع کیا اور وعدہ فرمایا کہ تم مین سے جو شخص اسوقت دعوت اسلام مین

میری نصرت اور مدد کریگا میری خلافت اسی کا حق ہو اور میرے بعد وہی خلیفہ ہو اسپر اُس تمام مجمع مین سے تنہا علیؓ نے آنحضرت
کی نصرت و رفاقت کا عہد کیا تھا اس واقعہ کو مؤرخ موصوف نے اس تاریخ کے صفحہ ۱۷ مین بھی لکھا ہو از انجملہ یہ ہو سبق
ان الرسول دعا اعیان بنی قریش و عرض علیہم ما فی نیتہ وطلب الموازرة منہم علی ان من یجیبہ الی ذلک یکون اخاہ
ووصیہ خلیفتہ ولما لم یلب دعوتہ وقتئذ الا علی ابن عمہ ہو الذی یقول سبقتکم الی الاسلام طراً غلاما ما بلغت اوان حلمی
فکان المسلم بطبعا ان ینتظر علی الخلافة" الخ) غرضکہ خلافت کے بارے مین یہ اختلاف و نزاع پڑا تھا اور عرب کی یہ حالت
تھی کہ وہ اپنے قواعد و عادات قدیمہ کے موافق خلافت کے لیے سب کو یکسان مستحق سمجھتے تھے[ل] انتہی۔

صفحہ ۱ سطر ۱۲ - عبارت تاریخ طبری قد اردت ایصاءک الخ یعنی مین بہت سے امور کی بابت اصلاح رعیت کے
متعلق تمہین ہدایتین کرنی چاہتا تھا لیکن تمہاری حسن تدبیر پر اعتماد کر کے ان ہدایتون کو ترک کرتا ہون مگر
ہان ایک ہدایت کو ترک نکرونگا اور وہ یہ ہو کہ علیؓ کو نا سزا کہنے اور اونکی مذمت کرنیسے اور برعکس اسکے عثمانؓ کے لیے
طلب رحمت و آمرزش سے کبھی باز نرہنا اور ہمیشہ اصحاب علی پر عیب لگاتے رہنا اور انھین دور ہی رکھنا اور
کبھی انکی بات نہ سننا اور ہوا خواہان عثمانؓ کے ساتھ اسکے خلاف عمل کرنا - انتہی

صفحہ ۲۹ سطر ۱۳ عبارت تفتازانی ان ما وقع الخ یعنی جو واقعات محاربات و مشاجرات صحابہ تواریخ مین
مسطور ہین اور علمای معتمدین کی زبان پر ہین انسے ظاہر ہوتا ہو کہ بعض صحابہ طریق حق سے تجاوز کر کے حد جور
وفسق پر پہونچگیے تھے اور اسکا سبب یہ تھا کہ حقد و عناد و حسد و لداد اور طلب ملک و ریاست اور لذات و
شہوات کی طرف مائل ہونے نے اُن لوگونکو طریق حق سے منحرف ہونے پر برانگیختہ کیا تھا لیکن یہ کچھ عجیب اور
غیر ممکن بات نہین ہی کیونکہ نہ ہر صحابی معصوم ہی اور نہ ہر وہ شخص جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف ملاقات
حاصل ہوا ہو نیکی کے ساتھ موسوم ہو مگر باینہمہ علمانے بسبب اوس حسن ظن کے جو وہ اصحاب رسول اللہ کے

[ل] الفاروق مین شمس العلما مولانا شبلی نے جو واقعہ سقیفہ لکھا ہو غالباً اُسکے ارکان کو اسی مؤرخ کی تحقیقات پر
قائم کیا ہو لیکن بعض جگہ اپنے مذہبی خیال کو بھی تاریخ بنانیکی سعی کی ہو حالانکہ مؤرخ کی شان یہ ہو کہ وہ اس انداز سے
بالکل جدا رہے عرصہ ہوا کہ ہمنے الفاروق کے صرف اسی حصہ پر مفصل ریویو لکھا تھا مگر افسوس کہ ہنوز اُسکی
طبع و اشاعت کی نوبت نہین آئی لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا ۔

ساتھ رکھتے ہین ان نتائج عناد وحسد وطمع ملک و جاہ یعنی) واقعات محاربات ومشاجرات کے لیے تاویلات لائقہ
بیان کیے ہین اور یہ مذہب اختیار کیا ہی کہ صحابہ تضلیل وتفسیق سے محفوظ ہین اسمین مصلحت یہ ہی کہ صحابہ کبار خصوصا
اون مہاجرین وانصار کے بارے مین جنکو جنت اور ثواب آخرت کی بشارت دیگئی ہی مسلمانون کے عقائد کجی
وضلالت سے محفوظ ومصون رہین انتہی۔

صفحہ ۳۵ سطر ۸ او ذکر ایضا الخ) یعنی سید مرتضی علم الہدی فرماتے ہین کہ قرآن مجید جیسا کہ اب موجود ہی ایسا ہی عہد
رسول اللہ مین مجموع ومؤلف تھا اسپر دلیل یہ ہی کہ پورا قرآن مجید عہد نبوی مین پڑھایا جاتا تھا اور حفظ کیا جاتا تھا اور یہ معین
ومقرر ہوا تھا کہ صحابہ مین سے ایک گروہ اسکے ذکر وحفظ مین مشغول رہتا تھا اور یہ اصحاب ہمیشہ رسول اللہ کو قرآن سناتے
رہتے تھے۔ اور صحابہ مین سے ایک جماعت نے مثل عبداللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ غیرہما کے بارہا اول سے آخر تک پڑھکر
قرآن مجید آنحضرت کو سنایا تھا پس یہ سب امور اسپر دلالت کرتے ہین کہ قرآن مجموع ومؤلف ومرتب تھا پراگندہ ومنتشر نتھا امامیہ
اور اہل سنت مین سے جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہین انکا قول کسی شمار مین نہین کیونکہ اُنکا یہ خلاف اُن اخبار ضعیفہ کی بناپر
ہی جن اخبار کو اہل حدیث نے اپنی غلطی سے صحیح گمان کرکے نقل کیا ہی۔ صحت وتواتر کلام مجید وفرقان حمید کا علم یقینی
وقطعی ہی اسکے مقابلہ مین یہ بے سروپا خلاف بالکل بے اثر ہی انتہی

صفحہ ۳۹ سطر ۸ عبارت خطط مقریزی قال (ابوالحسن الاشعری) الخ یعنی امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہین کہ حضرت
عائشہ اور طلحہ اور زبیر کے حق مین ہم سوا اسکے نہ کہینگے کہ ان حضرات نے خطا سے توبہ کرلی۔ ہمارا عقیدہ ہی کہ طلحہ و
زبیر عشرۂ مبشرہ مین سے ہین۔ اور معاویہ اور عمرو بن العاص (وزیر معاویہ) کے بارے مین ہمارا قول یہ ہی کہ اون
دونون نے امام حق علی بن ابی طالب کے مقابلہ مین بغاوت کی پس علیؑ نے انسے اوسی طرح جنگ کی جسطرح
باغیون سے جنگ کیجاتی ہی۔ اور اہل نہروان (خوارج) کے باب مین ہمارا یہ قول ہے کہ وہ دائرۂ دین سے
خارج ہین ہمارا عقیدہ ہی کہ علیؑ اپنے ہر حال مین حق پر تھے اور ہر حالت مین حق انکے ساتھ تھا۔ علامہ مقریزی
کہتے ہین کہ یہ جو مذکور ہوا از جملہ عقائد امام ابوالحسن اشعری وفرقۂ اشاعرہ ہی اور اسی پر اسلامی دنیا مین جمہور اہل اسلام
قائم ہین اور جس نے اسکے خلاف دم مارا ہی اسکا خون گرایا گیا ہی یعنی قتل ہوا ہی انتہی

تمام شد